Volume VI
No. 26

SP - VI-26-74 (E)
300

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, December 17, 1974

CONTENTS

	PAGES
Starred Questions and Answers	435
Adjournment Motion *Re:* Theft and smuggling of wheat from Government Godowns—*Ruled out*	446
Adjournment Motion *Re:* Alleged detention of Air Marshal (Retd.) Asghar Khan in Hyderabad by FSF and the Police—*Ruled out* ..	451
Message from N.A. Secretariat *Re:* Adoption of the Capital Development Authority (Abatement of Arbitaration Proceedings) Bill, 1974—*Read out*	455
Message from N.A. Secretariat *Re:* Adoption of Pakistan Criminal law Amendment Act (Amendment) Bill, 1974—*Read out*	455
Message from N.A. Secretariat *Re:* Adoption of the Criminal law (Special Provisions) (Amendment) Bill, 1974—*Read out* ..	455
Message from N.A. Secretariat *Re:* Adoption of the import of Goods (Price Equalization Surcharge) Bill, 1974—*Read out*	456
The Suppression of Terrorist Activities (Special Court) Bill, 1974—*Considered*	456

PRINTED AT THE EDUCATIONAL PRESS, KARACHI.
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS. KARACHI

Price : Rs. 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Tuesday, December 17, 1974

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Qur'an).

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Now we take up questions. Khwaja Mohammad Safdar.

HONORARIUM TO COUNCIL ASSISTANTS

84. ***Khawaja Mohammad Safdar:** Will the Minister for Finance, Planning and Development be pleased to s ate:

(a) the rate of honorarium paid to the Council Assistants;

(b) whether this rate was fixed ten years back;

(c) whether rates of pay have been revised twice during this period but the rate of honorarium to Council Assistant has not been revised; and

(d) whether the Government would consider the desirability of raising the rate of honorarium especially in view of the fact that sessions of the Senate and National Assembly are held usually in the evening and these Assistants have to remain on duty from 7.30 a.m. to 10.30 p.m. and bear expenses on food from their own pockets?

Ch. Mohammad Hanif Khan: (a) The existing rate of honorarium payable to Council Assistant is Rs. 45 p.m.

(b) Yes; in 1963.

(c) The rates of pay were revised only once in 1972.

(d) The point is being examined.

خواجه محمد صفدر : سپلیمنٹری سر ! کیا محترم و زیر صاحب یه ارشاد فرمائیں گے که حال هی میں تنخواهوں کے scales میں جو تبدیلی کی گئی هے کیا اس سے قبل ۱۹۶۲ میں بھی pay scales revise کئے گئے تھے یا ان پر نظر ثانی کی گئی تھی ؟

چوهدری محمد حنیف خان : ۱۹۶۲ کے متعلق میرے پاس information نہیں هے - ۱۹۶۳ میں هوئی تھی - ۱۹۶۲ کے متعلق مجھے نہیں پته - نوٹس دے دیں -

خواجه محمد صفدر : میں محترم وزیر خزانه کی خدمت میں گذارش کروں که ۱۹۶۲ سے لے کر آج تک pay scales دو بار revise هوچکے هیں - کیا وجوهات هیں که کونسل اسسٹنٹس کا یه الاؤنس گذشته گیاره سال میں revise نہیں کیا جاسکا ؟

چوهدری محمد حنیف خان : وه میں نے جواب میں واضح کردیا هے که ۱۹۶۳ میں یه الاؤنس ۴۰ روپے مقرر هوا تھا اور اب میں نے جواب میں کہا هے که consider هورها هے دراصل یه سوال قومی اسمبلی میں ۱۳ دسمبر ۷۳ء کو پوچھا گیا تھا اس کے بعد یه کیس هم نے Establishment Division کو refer کردیا تھا کیونکه Establishment Division هی Administrative Division هے اور -

We are pursuing the matter with the Establishment Division.

اور اس بات کے متعلق سوچا جارها هے که جونہی جواب وهاں سے آجائے تو اس کو consider کیا جائیگا بہر حال یه consider هو رها هے -

جناب چیئرمین : ان کا سپلیمنٹری آپ کچھ اور سمجھے انہوں نے کہا هے - کیوں نہیں هوا ؟

چوھدری محمد حنیف خان: میں نے جواب دے دیا کہ کیوں نہیں ھوا۔

جناب چیئرمین: آپ نے کون سا جواب دیا ھے - انہوں نے کہا ھے کہ ان کے الاؤنسز کے ریٹ میں کیوں اضافہ نہیں کیا گیا جیسا کہ دوسروں کا کیا گیا ؟

چوھدری محمد حنیف خان: کیوں تو لڑائی والی بات ھے -

جناب چیئرمین: لڑائی والی بات نہیں - آپ کہیں کہ مجھے نہیں پتہ -

چوھدری محمد حنیف خان: میں نے جواب دے دیا ھے کہ نہیں ھوا اور اب اگر وہ کہیں کہ کیوں نہیں ھوا تو یہ تو جھگڑے والی بات ھے -

Mr. Chairman: What is the ground for this discrimination?

چوھدری محمد حنیف خان: یہ pay scale 1972 میں revise ھوئے ھیں - یہ جو ھے اسکے متعلق ریوائز نہیں ھوئے تھے - اس کے بارے میں سوچ رھے ھیں -

جناب چیئرمین: یہ جواب، تو پھر نہیں ھے —

If he is satisfied, I am not satisfied.

چوھدری محمد حنیف خان: ایسی بات نہیں -

خواجہ محمد صفدر: کیا بات نہیں ؟

جناب چیئرمین: یہ نہیں ھوا - وہ تو کہتے ھیں :

What is common ground?

یہ کہہ رھے ھیں کہ ان کو کیوں چھوڑ دیا گیا ھے - آپ یہ کہیں کہ آئندہ سوچیں گے -

It is being examined.

Ch. Mohammad Hanif Khan: Yes, it is being examined.

Mr. Chairman: He is asking for the reasons for the past discrimination.

کہ ان کو کیوں چھوڑ دیا ہے ؟

چوھدری محمد حنیف خان : اس میں discrimination کوئی نہیں ہے - کونسل اسسٹنٹ کے متعلق ان کا اعتراض ہے کہ ۴۰ کم ہے اور یہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں بڑھائے ؟

جناب چیئرمین : ان کے ریوائز ہوئے ہیں تو ان کے کیوں نہیں بڑھائے ؟

چوھدری محمد حنیف خان : صاحب ، یہ الاؤنس ہے اور آنریریم ہے - اس کے متعلق کچھ نہیں ہے - ان کے پے اسکیل ریوائز ہوئے ہیں - یہ تو صاحب الاؤنس ہے جو آنریریم بن گیا ہے - اسکے متعلق پوچھ رہے ہیں - اس کے بعد یہ سوال ہے - ہم نے کہا کہ اسکے متعلق کہ ہم سوچ رہے ہیں پے اسکیل ان کا ریوائز ہوا ہے - جو ان کا سوال ہے اس کے متعلق بھی سوچ رہے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا !

میر عبدالنبی خان جمالی : سپلیمنٹری سر ،

خواجہ محمد صفدر : جناب وزیر مملکت صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے . . .

جناب چیئرمین : آپ بیٹھیں جمالی صاحب - وہ سپلیمنٹری کر رہے ہیں

He is on his legs.

خواجہ محمد صفدر : شکریہ جناب، وزیر خزانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ایک سال ہ دن ہوگئے ہیں کہ اس موضوع پر نیشنل اسمبلی میں سوال پوچھا گیا تھا۔ اب تو کافی عرصہ گزر گیا ہے مگر اس وقت بھی کہا گیا تھا کہ ہم سوچ رہے ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کب تک وزیر خزانہ سوچتے رہیں گے؟

چوھدری محمد حنیف خان : میں عرض کرتا ہوں کہ ہم pursue کر رہے ہیں۔ یہ سارا کام ہمارا ہی نہیں بلکہ اسٹیبلشمنٹ کا بھی کام ہے۔ اس کے متعلق سفارشات آئیں گیں تو ہم سوچیں گے۔

We are pursuing the matter with the Establishment Division.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Jamali!

میر عبدالنبی خان جمالی : جناب والا! محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسسٹنٹ کو ایک روپیہ اور چپڑاسی کو ۱۲ آنے overtime دیا جاتا ہے۔ یہ تو بہت کم ہے کیا اسے زیادہ کریں گے؟

چوھدری محمد حنیف خان : یہ ایک بالکل علیحدہ سوال ہے۔ اس کا اسکے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Mr. Shahzad Gul.

جناب شہزاد گل : کیا کونسل اسسٹنٹ اور اسسٹنٹ کو جو over-time ملتا ہے وہ کیا ایک جیسا ملتا ہے یا ان کو علیحدہ علیحدہ دیا جاتا ہے؟

چوھدری محمد حنیف خان : ہاں جناب! بلکہ یو ٹی سی پر بھی یہی اپلائی کرتا ہے۔

Mr. Chairman: Yes next.

ADBP LOAN DEFAULTERS

85. ***Khawaja Mohammad Safdar:** Will the Minister for Finance, Planning & Development be pleased to state:

[Khawaja Mohammad Safdar]

(a) whether it is a fact that about 6000 persons in N.W.F.P. owe over Rs. 90,00,000.10 to the A.D.B.P. and these borrowers include two Provincial Ministers;

(b) whether the two Ministers mentioned in (a) above are in the list of defaulters;

(c) whether it is a fact that one of the Ministers mentioned in (a) above had drawn Rs. 9 lakhs under different names; and

(d) whether it is also a fact that the influential defaulters mentioned in (b) above, have been pressing the Bank hard for the remission of interest; and

(e) The names of the Ministers mentioned in (a) above?

Ch. Mohammad Hanif Khan: (a), (b), (c), (d) and (e): Yes, it is a fact that about 6,000 persons in the N.W.F.P. owe Rs. 90,00,000.10 to the A.D.B.P. The identity of the borrowers, however, cannot be disclosed as it would be against the banking practice.

It should not mislead, Sir.

کیونکہ یس کے بعد ”کاما“ ہے اس لیئے یہ نہ کہیں کہ ہم یہ بھی مانتے ہیں - جو سوال ”سی“ میں ہے اسکے متعلق صرف ذکر ہے-

"Whether it is a fact that one of the Ministers mentioned in (a) above had drawn Rs. 9 lakhs under different names".

It should not be connected with that. Actually, (a), (b), (c): Yes. It is a fact that about 6,000 persons in the NWFP owe Rs. 90,00,000 to the ADBP. The identity of the borrowers, however, cannot be disclosed as it would be against the banking practice. So that is the answer. Answer to (c) is: No.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! کیا یہ حقیقت ہے کہ جن دو منسٹر صاحبان کا ذکر انہوں نے کیا ہے انہوں نے ابھی ابھی پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا ہے ؟

(قہقہے)

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں ان کی توجہ سوال کے حصہ ”ج“ کی طرف دلاتا ہوں کہ فرض کیجئے کہ یہ شخص منسٹر نہیں ہے ،

کوئی ایسا شخص ہے جس نے مختلف ناموں سے ۹ لاکھ روپے draw کرلئے ہوں ؟

چوہدری محمد حنیف خان : سوال میں یہ بات نہیں کہی گئی ورنہ میں ضرور جواب دیتا ۔

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں نے واضح الفاظ میں پوچھا ہے ۔

چوہدری محمد حنیف خان : سوال میں یہ نہیں ہے ۔

Whether it is a fact that one of the Ministers...

منسٹر کے متعلق ہے اگر کوئی آدمی ہوتا ، یعنی کوئی عام شخص تو پھر میں دریافت کرتا کہ کس نے مختلف ناموں سے ۹ لاکھ draw کئے ہیں اگر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور جواب دیتا ۔ That is not in my knowledge.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, the word 'person' of course includes a 'Minister'.

Mr. Chairman: Let him complete.

چوہدری محمد حنیف خان : اگر یہ سوال ہوتا کہ کوئی آدمی ہے ۔ پھر میں اسکے متعلق دریافت کرتا کہ اس قسم کا کوئی آدمی ہے جس نے مختلف ناموں سے ۹ لاکھ روپے draw کئے ہوں ۔

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں پوچھ رہا ہوں کہ نواب زادہ عظمت علی خان نے کتنی رقم لی ہے ؟

چوہدری محمد حنیف خان : وہ تو جناب ، میں disclose نہیں کرسکتا لیکن اسکا جواب میں نے دے دیا ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : کیا میں اس کا یہ مطلب لوں کہ منسٹر ''پرسن'' نہیں ہوتا کچھ اور ہوتا ہے ؟

جناب عبدالحفیظ پیر زادہ : ''کوئی چیز ہوتا ہے ۔''

(قہقہے)

جناب چیئرمین : نو نو ۔ میں نے پوری توجہ سے نہیں سنا تھا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوئی اور آدمی ۔ اگر وہ کہتے کہ آدمی تو پھر آپ کہتے

You can exclude a Minister from the definition of 'Admi'.

مگر وہ منسٹر نہیں ہوسکتا ۔ حاجی صاحب ، آپ فرمائیے ۔

حاجی سید ۔ سین شاہ : کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ ان ۶۰ ہزار اشخاص نے جو کہ defaulter ہیں ، بروقت رقم ادا نہیں کی ؟

Mr. Chairman: This is a sensible supplementary.

چوہدری محمد حنیف خان : جی defaulters ضرور ہوں گے ۔ لیکن ان کی میں لیسٹ نہیں بتا سکتا کیونکہ فرنٹیئر میں بنک نے کافی loans دئیے ہیں ۔ اب کتنے defaulters ہیں ۔ میرے پاس انفارمیشن نہیں ہوسکتی ہیں ۔ defaulters ہو ہی جاتے ہیں ۔

سردار محمد اسلم : ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ بنک نے ان میں کچھ defaulters کے قرضہ جات معاف کئے ہیں اگر آپ نے معاف کئے ہیں تو ان کا criterion کیا ہے ؟

چوہدری محمد حنیف خان : جناب والا ! مجھے تو معلوم ہے کہ جو شخص قرضہ کی معافی کے لیئے درخواست کرتے ہین ان کا معاف نہیں کیا جاتا اگر بڑے بڑے آدمی اپیل کرتے ہیں معافی کے لیئے تو وہ معاف نہیں کرتے۔

Mr. Chairman: Yes. Next, Mr. Shahzad Gul.

SCHOLARSHIPS AND GRANTS-IN-AID TO STUDENTS

86. ***Mr. Shahzad Gul:** Will the Minister for Education and Provincial Co-ordination be pleased to state:

(a) the number and the total amount, province-wise, of scholarships or grants-in-aid given to students out of the President's, Prime Minister's or Federal Government's Fund meant for this purpose during 1972-73, 1973-74 and 1974-75; and

(b) the number of students from N.W.F.P. in receipt of the above scholarships/or grants-in-aid, along with their names, fathers' names, permanent home addresses, domicile, institutions, grades of study and the monthly or consolidated amount of scholarship or grant-in-aid given to each student?

Mr. Abdul Hafeez Pirzada:

(*a*) The information is as follows:—

Provinces	1972-73		1973-74		1974-75	
	No.	Amount	No.	Amount	No.	Amount
		Rs.		Rs.		Rs.
Baluchistan ..	—	—	5	750	44	18,780
N.W.F.P.	—	—	48	19,240	124	57,840
Punjab	—	—	62	33,040	606	2,19,780
Sind	—	—	44	40,960	244	1,21,680
Total ..	—	—	159	93,990	1018	4,18,080

(*b*) The particulars of the students from N.W.F.P. who were awarded scholarships/grant-in-aid etc. are given in Annex-I, Annex-II and Annex-III.

Mr. Shahzad Gul: Supplementary, Sir.

یہ جو ایک ہزار پریذیڈنٹ سکالر شپ اسکیم ہے۔ اسکی صوبوں میں تقسیم کا کیا تناسب ہے؟

Mr. Abdul Hafeez Pirzada: We have tried to do it as far as possible on the basis of population and not on the basis of students population, because the students population is different from the population of the country. Under this, Punjab gets 558, Sind 209, NWFP 126, Baluchistan 36, Tribal Area 38, Azad Jammu and Kashmir 23, Northern Area 6, Federal Capital Territory 4, total 1,000.

Mr. Chairman: Next.

Khawaja Mohammad Safdar: 87, Sir.

ICP SHARES

87. ***Khawaja Mohammad Safdar:** Will the Minister for Finance, Planning and Development be pleased to state:

(a) whether it is a fact that persons belonging to middle class have invested in the Investment Corporation of Pakistan; and

(b) whether it is also a fact that the value of the shares of the Corporation are falling in value on the Stock Exchange; if so, the steps so far taken by the Government to stabilise the value of the shares of the Investment Corporation of Pakistan?

Ch. Mohammad Hanif Khan: (a) No. The share capital of the Corporation has been subscribed by financial institutions direct or through qualifying shares by their representatives.

(b) Since the shares of the Investment Corporation of Pakistan are not listed on the Stock Exchange the question does not arise.

خواجہ محمد صفدر: سپلیمنٹری ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ICP اس کے حصص کی قیمتیں پاکستان ٹائمز اور پاکستان اکانومسٹ یا اسی قسم کے دوسرے اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں ؟

چوہدری محمد حنیف خان: میں عرض کرتا ہوں ۔ غالباً آپ interested ہیں ۔

Certain types of investments are being dealt by the Investment Corporation of Pakistan in which the general public is also involved تو ان کی تسکین کے لیئے and that is ICP Mutual Fund; and

(2) Investors accounts are managed by Investment Corporation of Pakistan اس کے جو shares ہیں وہ ان میں آتے ہیں list نہیں آتی ۔ so that is about the Corporation itself but these schemes, too, are actually types of investments and they are quoted in the stocks.

خواجہ محمد صفدر : ICP کے تحت جو اسکمیں چلائی جارہی ہیں کیا ان کے حصص کی قمیتیں گر تو نہیں رہی ہیں ؟

چوہدری محمد حنیف خان : آپ موجودہ پوزیشن چاہتے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : پچھلے سال کے بتا دیں ۔

چوہدری محمد حنیف خان : ٹھیک ہے ICP کے میوچل فنڈز جو ہیں ، ان کی سٹاک ایکسینج میں depreciation ہو گئی ہے ۔ لیکن کارپوریشن shareholders کو dividend pay کرتی رہی ہے ۔

With the revival of the market since late October, 1974, the Mutual Fund started taking to the extent of recovery between October, 1974 todate.

خواجہ محمد صفدر : ICP I

ICP II

ICP III

ICP IV

ان چاروں کی قمیتیں گر رہی ہے ۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے ؟

چوہدری محمد حنیف خان : اب نہیں گر رہی ہیں ۔ ICP کی جو paid up value ہے ۔ وہ ۱۰.۰۰ ہے اور اس وقت ۱۰.۲۵۰ ہے ۔ یہ اب بڑھ گئی ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو پوزیشن different تھی ۔ سکینڈ میوچل فنڈز جو ۱۰۰ والا ہے ، ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو اسکی قیمت ۸۹ تھی ۔ اور اب ۹۷ء۲۵ ہے ۔ تھرڈ میوچل فنڈ جو ہے ۔

[Ch. Mohammad Hanif Khan]

اس کی paid up value ۱۰۰ ہے۔ اس کی قیمت ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو ۸۷ تھی اور اب ۹۵ء۲۵ ہے، چوتھا میوچل فنڈ جو ۱۰۰ والا ہے، اسکی قیمت ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو ۸۶ تھی اور اب ۹۷ء۲۵ ہے۔ پانچواں میوچل فنڈ جو ۱۰ روپے والا ہے، ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو اس کی قیمت ۹٫۷۰ تھی اور اب ۱۰ء۳۰ ہے، چھٹا میوچل فنڈ جو دس روپے والا ہے۔ ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو اس کی قیمت ۷ء۷ تھی اور اب ۰۱ء۹ ہے۔ گویا اب کچھ بڑھ گئی ہے۔

Khawaja Mohammad Safdar: Most of them are below par?

چوہدری محمد حنیف خان: میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے ۱۶ اکتوبر ۷۴ء سے comparison کر کے بنایا ہے۔ ۱۶ اکتوبر ۷۴ء کو کیا پوزیشن تھی۔ اور اب کیا پوزیشن ہے۔ اب below نہیں ہے۔ اب قیمت کچھ بڑھ گئی ہے۔ بہر حال کارپوریشن dividend pay کرتی رہی ہے۔

Mr. Chairman: Now, the questions are over.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: There is leave application from Mr. Qamaruz Zaman Shah. "My son has been very seriously injured in a road accident. He requires prolonged hospitalization care. I, therefore, request you to kindly grant me leave of absence till the end of the current session." Has he leave of the House?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Now, Adjournment Motions. This is Adjournment Motion No. 45. Haji Sahib, it is in your name.

ADJOURNMENT MOTION *RE:* THEFT AND SMUGGLING OF WHEAT FROM GOVERNMENT GODOWNS

Haji Syed Hussain Shah: Mr. Chairman, Sir, I beg leave of the House to move a motion for the adjournment of the business of the Senate to discuss a definite matter of urgent public importance and of recent occurrence, namely, that wheat worth more than Rs. 2 lakhs was taken out of Government stores and smuggled. Many influential persons and Government officials are involved in this case. This news was published in the Daily Nawa-e-Waqt of Rawalpindi, dated the 15th December, 1974, and perturbed the minds of the people in Pakistan.

Malik Mohammad Akhtar: Opposed, Sir. Firstly, Sir, the Adjournment Motion is vague and no particular place has been given. Some reference has been made to a newspaper. In any case, we have looked into the report of Nawa-e-Waqt. Although, the Member would have been well advised to give the date and place in the adjournment motion. He is only giving some reference and he can do it in future if he likes. At present the adjournment motion as drafted is vague. Then, secondly, Sir, the factual position is that the report about taking out wheat pertains to a Provincial Government godown in Sind and, Sir, the inquiry has been held which revealed that some shortage has been detected in a Provincial Government godown located in Sind and the matter is being investigated by Provincial Anti-Corruption Agency. The word "Smuggling" has been used in a loose sense for pilferage from a Government godown. It is a matter of Provincial Government. The incident occurred in a Provincial godown. It was none of the responsibility of the Federal Government and then, Sir, that is my third point, we are denying the facts that there has been any smuggling. It is only a theft. And then, Sir, my 4th objection is the shortage of wheat to the extent of Rs. 2 lakhs from a godown, it is not a matter of urgent importance that we may disperse to reconsider the business and give precedence to this thef . Of course, the theft is there. We are sorry for that. We are taking adequate measures that it may not be repeated and the culprits may be brought to a proper court and dealt with suitably. But, I consider the matter is neither urgent nor it is primarily the concern of the Federal Government and, Sir, the motion as drafted is vague and the facts are denied.

Mr. Chairman: Haji Sahib, you tell me, in your Adjournment Motion you have stated that wheat worth more than Rs. 2 la ks was taken out of Government stores.....

Haji Syed Hussain Shah: Yes, Sir.

Mr. Chairman: ....but you did not mention wherefrom.

Haji Syed Hussain Shah: From Dadu godown, Sir.

Mr. Chairman: Why did you not mention this thing?

Haji Syed Hussain Shah: It is already mentioned in the newspaper.

Mr. Chairman: But, will you produce in your motion everything which is mentioned in the newspaper?

Haji Syed Hussain Shah: Yes, I can produce.

Mr. Chairman: To make it specific, you have to mention the place and date, you see. We are not going after the paper, to see what the paper says. Your case is based on the information provided in a paper. No doubt, you are correct, but you must specify the act. You should mention the place where it has taken place and the date when it has taken place and other particulars so that it becomes specific. Now, it is vague. If we do not go by the paper. The House would not look into the paper for that purpose. You are supported by

[Mr. Chairman]

the paper no doubt, but you must make in your motion specific that the smuggling or the theft or whatever you call it has taken place in such and such place, on such and such date. You mean to say we do not know whether the man incharge of the wheat or somebody else is involved in this case?

حاجی سید حسین شاہ : جناب والا ! مجھے حقیقت میں یہ معلوم نہیں تھا کہ حکومت کو اپنے گوداموں سے اتنی بے خبری ہے۔

Mr. Chairman: The issue must be specific. You mean to say the Government is unaware of their own theft?

حاجی سید حسین شاہ : جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ حکومت کے گودام سے گندم چوری ہوئی ہے اور وہ سمگل بھی ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین : انہوں نے اس fact سے انکار کیا ہے کہ گندم سمگل ہوئی ۔ وہ اس سے انکار کرتے ہیں ۔

حاجی سید حسین شاہ : یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے اور حکومت نے اس کی آج تک تردید نہیں کی ۔

جناب چیئرمین : حاجی صاحب !

حاجی سید حسین شاہ : جناب چیئرمین ! آپ اس پر بحث کی اجازت دیں تو میں ثابت کردونگا کہ گندم سمگل ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر آپ کو پوری اجازت ہے۔ آپ فرمائیں لیکن ایک بات اور ہے وہ یہ ہے کہ

It shall relate to a matter which is primarily the concern of the Federal Government.

یہ ایک شرط ہے تحریک التواء کی اب فیڈرل گورنمنٹ کا اس سے کیا تعلق ہے ؟

حاجی سید حسین شاہ : فیڈرل گورنمنٹ باہر سے گندم منگوا کر . . . .

(مداخلت)

جناب چیئرمین : حاجی صاحب ! فیڈرل گورنمنٹ گندم import کر کے صوبائی حکومتوں میں بانٹ دیتی پھر صوبائی حکومت ٹاؤن کو دیتی ہے اور ٹاؤن پھر آپ کو اور مجھے گندم دیتے ہیں اب اگر کسی سے گندم چوری ہوتی ہے تو اس سے فیڈرل گورنمنٹ کا کیا تعلق ہے ؟

آغا غلام نبی خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔

Mr. Chairman: No point of order. Let me complete my sentence, for God's sake.

میں عرض کر رہا ہوں پہلے مجھے اپنی بات ختم کرنے دیں تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر گندم چوری ہوگئی ہے تو پھر یہ پراونشل گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ تلاش کرے۔ پولیس کا کام ہے کہ وہ چور کو گرفتار کرے trace کرے یا چالان کرے۔ آغا صاحب ، میں آپ کو اس پہ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دوں گا لیکن یہ فیڈرل گورنمنٹ کا تصور کیسے بنتا ہے .... گندم import کی گئی اور صوبائی حکومت کو دی گئی۔ اس کی وہاں صوبے میں چوری ہوگئی ۔ اب چور کو تلاش کرنا یہ صوبائی subject ہے ۔

Mr. Agha Sahib: I will allow you to raise your Point of Order. How does it become the primary concern of the Federal Government?

حاجی سید حسین شاہ : جناب والا ! بہر حال یہ فیڈرل گورنمنٹ کی زیر نگرانی اور overall supervision میں ہے ۔

Mr. Chairman: Yes, Agha Sahib.

آغا غلام نبی خان : جناب چیئرمین ! دو چار روز سے لگاتار اپوزیشن یہ کہہ رہی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ صوبوں میں مداخلت کر رہی ہے ۔ اب

[Mr. Agha Ghulam Nabi Khan]

یہ صوبائی معاملہ ہے ، ایک بات ، اور دوسری بات یہ ہے کہ حاجی صاحب نے سمگل ہونے کے متعلق کہا ہے کہ دادو سے گندم سمگل ہوئی ۔ لیکن سمجھ نہیں آتی وہاں سے کیسے گندم سمگل ہوسکتی جب کہ دادو کے ساتھ کوئی بارڈر نہیں ملتا ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : وہ بلوچستان کے راستے سے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : یہ تو آپ نے چور دروازے کی بات کہی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

آغا غلام نبی خان : جناب ! صرف آپ کی توجہ اس طرف کرانا چاہتا تھا ۔

جناب چیئرمین : آپ تو بالکل میرے سامنے ہیں' میں آپ کو دیکھتا رہتا ہوں ۔

حاجی سید حسین شاہ : جناب چیئرمین ! ایک طرف محترم دوست یہ فرماتے ہیں اور دوسری طرف تھر پارکر کے علاقہ کو قحط زدہ قرار دیتے ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ مجبوری کرتی ہے کہ ان کو گندم سپلائی ہو ۔ یہ سمگلنگ ...

جناب چیئرمین : حاجی صاحب ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ کہ وہاں گندم سمگل ہوئی ہے یہ اور بات ہے ۔ لیکن میں بتا رہا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے گندم import کی اور صوبوں کو دی اب صوبوں سے چوری ہوگئی یا کسی سے آگے چوری ہوگئی تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ دیکھیں ناں آپ کہتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ صوبوں میں

دخل دیتی ہے اگر بلوچستان کے کان کھینچے جائیں تو آپ شور کرتے ہیں۔ دیکھیں ناں زمرد حسین صاحب اگر کسی صوبہ کے کان کھینچے جائیں یا اگر ہاتھ بھی لگایا جائے تو آپ کہتے ہیں کہ کیوں ہاتھ لگایا ہے۔

It is not primarily the concern of the Federal Government, therefore, I rule it out.

جناب زمرد حسین: گلہ تو یہی ہے کہ کان ان کے نہیں ہمارے کھینچتے ہیں۔

Mr. Chairman: Now, we come to the next Motion. It is No. 46. Khawaja Safdar, it is in your name.

ADJOURNMENT MOTION *RE:* ALLEGED DETENTION OF AIR MARSHAL (RETD.) ASGHAR KHAN IN HYDERABAD BY FSF AND THE POLICE

Khawaja Mohammad Safdar: I beg leave of the House to move a motion for the adjournment of the business of the Senate to discuss a definite matter of urgent public importance and of recent occurrence, namely, Air Marshal (Rtd.) Asghar Khan while in a house in Latifabad, Hyderabad, is being besieged by F.S.F. and police since 13th December noon. He is accompanied by 33 persons of his party. Neither food nor drink is being allowed into the said house. All of them are without food since then.

These inhuman, callous, illegal and unlawful restrictions on Air Marshal (Rtd.) M. Asghar Khan have perturbed the minds of the public in Pakistan. Nawa-i-Waqt 15th December.

Malik Mohammad Akhtar: I have certain legal objections to make to this. May I draw the attention of the worthy Chairman to the last paragraph of the Adjournment Motion: 'These inhuman, callous, illegal and unlawful restrictions on Air Marshal (Rtd.) M. Asghar Khan'. Sir. I refer to page 43 of the Rules of Procedure, 71(g)—"A Motion shall not be admissible unless it satisfies the following conditions, namely, it shall not contain arguments, inferences, ironical expressions or defamatory statements." Sir, I consider that it is defamatory. It contains ironical expression and inferences have been drawn. All the three defects are there.

Then, Sir, I would refer to the earlier part of the motion. It is at probably line 4, where it is stated that:

"Mr. Asghar Khan while in a house in Latifabad, Hyderabad is being besieged by FSF and police."

[Malik Mohammad Akhtar]

Now, Sir, if police of FSF is really besieging Mr. Asghar Khan then it is a matter of provincial concern. FSF, if at all is there, that is acting under the instructions of the provincial government. Then, Sir, I consider that the facts cannot be admitted as alleged in the adjournment motion. Although I am not prepared with my brief in respect of a categorical denial but I consider that it is a general practice that exaggerated reports appear and we are generally following those reports in the adjournment motions. So, your honour may be pleased to rule it out under 80 (g) of the Rules of Procedure.

Secondly, it is a subject-matter which is not primarily the concern of the Federal Government. The allegation levelled in the adjournment motion itself if accepted even then it is a matter of provincial concern.

Thirdly, I am not prepared to believe that the contents of the adjournment motion are correct and, if your honour desires, I can place the factual position before the House after obtaining the information day after tomorrow. But I will pray that because we are in our concluding week of this session of the Senate, therefore instead of prolonging, it may be dealt, with in the light of the technical objections which have been submitted before your honour.

Mr. Chairman: One thing is not clear to me personally. According to them Air Marshal Asghar Khan with some others have been besieged in a House in Latifabad for so many days without any food and without anything. One thing which I would like you to say is that is he in some house under detention? You leave the word 'besieged'.

Malik Mohammad Akhtar: Sir, he is not under detention of Federal Government at all.

Mr. Chairman: What about provincial government?

Malik Mohammad Akhtar: About that I can make inquiries and make a statement.

Mr. Chairman: The answer is very simple. So far as the federal government is concerned, they have no hand in the matter. They have neither besieged him nor arrested him, nor detained him in the House. So far as the provincial government is concerned, he says he has no information and if you want he can collect the information.

خواجہ محمد صفدر: میرا خیال ہے کہ collect کر رہے ہیں کیونکہ آج دوسرا دن ہے کہ باقاعدگی سے اس موضوع پر اخباروں میں خبریں شائع ہو رہی ہیں ۔ اس قسم کی خبر پرسوں کے اخبار میں آئی تھی ۔

جناب چیئرمین : وہ تو ٹھیک ہے۔ But supposing he collects information?

خواجہ محمد صفدر : وہ تو ٹھیک ہے۔ وہ یہ یقین کرلیں پہلے۔

Malik Mohammad Akhtar: I categorically deny that he is under detention by Federal Government. The Federal Government has got no hand in it if this incident is even correct. I again repeat that it is exaggeration and it is baseless news.

Mr. Chairman: Yes, Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اس واقعہ کے متعلق لگاتار تین دن سے اخبارات میں خبریں شائع ہو رہی ہیں۔ ایئر مارشل اصغر خان کے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ وہ سندھ کے بعض مقامات کا سیاسی دورہ کرنے والے تھے اور ان کو اس دورے سے روکنے کی غرض سے ایک مکان میں بند کردیا گیا ہے۔ نہ ان کو باہر جانے دیا جاتا ہے نہ کسی کو ان سے ملنے دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خوراک اور پانی کی بھی صورت حال یہ ہے کہ بند کردی گئی ہے۔ بلکہ کل کے اخبار میں یہ خبر تھی جس کا میں اس تحریک التواء میں ذکر نہیں کرسکا۔ کیونکہ وہ بعد کا واقعہ ہے۔ ایک کار میں ایئر مارشل صاحب کے دوساتھی ان کے لیئے کھانے پینے کی چیزیں باہر سے لے کر آئے تھے۔ ان سے وہ چیزیں بھی چھین لی گئیں۔ کار بھی ضبط کرلی گئی اور دونوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ خبر نہیں وہ کیا جرم تھا، جس کے تحت وہ گرفتار ہوئے۔ بہر حال ایسی خبروں سے ملک میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ حکومت کا دعویٰ ہے، رات بھی محترم وزیر اعظم صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے اس ملک کو ایک جمہوری آئین دیا ہے اور ان کے کہنے کے مطابق پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے اور یہ کہ وہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر کاربند ہیں تو کیا یہ بھی بنیادی اصول ہے کہ کسی اپوزیشن پارٹی کے راہنما یا لیڈر کو ادھر ادھر گھومنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ عوام سے نہیں

[Khawaja Mohammad Safdar]

مل سکتے ، خطاب نہیں کرسکتے ، وہ کسی سے باتیں نہیں کرسکتے اور کچھ نہیں تو دفعہ ۱۴۴ ان کے پیچھے دوڑتی رہتی ہے۔ آخر کچھ نہ کچھ تو ہمیں معلوم ہونا چاہیئے ۔ آخر فیڈرل گورنمنٹ نے ایف ایس ایف کیوں رکھی ہوئی ہے ؟ میں نے پہلے بھی اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ایف ایس ایف حزب اختلاف کے سروں کو کچلنے کے لیئے بنائی گئی ہے اور ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ سمگلنگ کو روکنے کے لیئے بنائی گئی ہے ۔

Malik Mohammad Akhtar: I am sorry, I rise on a point of order. Yes I concede my learned friend knows much more than my limited knowledge is. FSF whenever entrusted to a provincial government, it is provided in the Act, will be acting under the directions of the Provincial Government. Why is he involving us in the affair. I do not want to repeat what he has said.

Mr. Chairman: You may be correct in contradicting but this is no point of order. You can say that it is not correct. You will have another chance and then you can contradict him.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! ملک صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ ایف ایس ایف صوبائی حکومت کے تحت کام کر رہی ہے ۔ کل ہی ایک وھائٹ پیپر زیر بحث تھا ۔ بلوچستان کی سابقہ حکومت نے جب یہ درخواست کی تھی سول آرمڈ فورسز امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیئے وزارت کی مدد کرے تو ان کی یہ درخواست رد کردی گئی تھی اور ان کو کہا گیا نہیں صاحب آرمڈ فورس صوبائی حکومت کی مدد کرنے سے قاصر ہے ۔ ایک جگہ ایک اصول دوسری جگہ دوسرا اصول ۔ ایک بات ایک اصول کے مطابق چلیئے اگر وزیر مملکت یہ کہتے کہ ایف ایس ایف صوبائی حکومت کی امداد کے لیئے ہے تو دوسری جگہ بھی ایسا ہی کیا جائے ۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ایک مقام پر ان کا مقصد نکل رہا ہو تو وزیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ صوبائی حکومت کے احکام کے مطابق کام کر رہی ہے ۔ جب ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لینی ہوتی ۔ تو دوسری جگہ پورا ذمہ لیتے ہیں کہ جو کچھ ہوا ہے ٹھیک ہوا ہے ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ ایف ایس ایف کی موجودگی اس بات کی دلیل

ہے کہ مرکزی حکومت دانستہ ایئر مارشل اصغر خان کو اپنا سیاسی دورہ جاری رکھنے سے روکنے کی کوشش کر رہی ہے ۔

Mr. Chairman: According to your Adjournment Motion the House has been besieged by police accompanied by FSF. Normally, and it has been repeatedly said from the other side, and I think they are correct, that when Federal Security Force acts in a province in aid of police they do it under the provincial government's instructions, direction, supervision and control. So whatever is being done is done by the police with the assistance or help of the Federal Security Force. It is a question of law and order. He is being prevented from coming out according to your motion or he is being detained, besieged or deprived of food—all this thing. This may be a very bad thing, I do not deny it but anyhow it is an act of the provincial government.

Since it is not a matter directly concerned with the Federal Government and it is a law and order issue which is a provincial matter, therefore, I have no alternative but to rule it out.

(*Pause*)

MESSAGE FROM N. A. SECRETARIAT *RE:* ADOPTION OF THE CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY (ABATEMENT OF ARBITRATION PROCEEDINGS) BILL, 1974

Mr. Chairman: This is a message from the Secretary, National Assembly addressed to the Secretary, Senate Secretariat:

"Sir, in pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Capital Development Authority (Abatement of Arbitration Proceedings) Bill, 1974, on the 14th December, 1974. A copy of the Bill is transmitted herewith."

MESSAGE FROM N. A. SECRETARIAT *RE:* ADOPTION OF PAKISTAN CRIMINAL LAW AMENDMENT ACT (AMENDMENT) BILL, 1974

Mr. Chairman: There is another message also from the Secretary, National Assembly:

"In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Pakistan Criminal Law Amendment Act (Amendment) Bill, 1974, on 14th December, 1974. A copy of the Bill is transmitted herewith."

MESSAGE FROM N. A. SECRETARIAT *RE:* ADOPTION OF THE CRIMINAL LAW (SPECIAL PROVISIONS) (AMENDMENT) BILL, 1974

Mr. Chairman: There is also a third message.

[Mr. Chairman]

In pursuance of Rule 119 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the the Senate Secretariat that National Assembly passed the Criminal Law (Special Provisions) (Amendment) Bill, 1974, on the 16th December, 1974. A copy of the Bill is transmitted herewith.

MESSAGE FROM N. A. SECRETARIAT *RE:* ADOPTION OF THE IMPORT OF GOODS (PRICE EQUALIZATION SURCHARGE) BILL, 1974

Mr. Chairman: There is a fourth message also from Secretary, National Assembly to the Senate Secretariat. In pursuance of Rule 119 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Import of Goods (Price Equalisation Surcharge Bill, 1974, on the 16th of December. A copy of the Bill is transmitted herewith.

Now we take up legislative business.

THE SUPPRESSION OF TERRORIST ACTIVITIES (SPECIAL COURT) BILL, 1974

Mr. Chairman: This motion was being considered when the House rose the other day. This is still in the first reading stage.

Malik Mohammad Akhtar: It is in the first reading stage, Sir. Honourable Member, Khawaja Sahib, has to make his speech, and I hope he will only devolve about the principles and not details.

Mr. Tahir Mohammad Khan: A brief speech of two hours.

Mr. Chairman: Yes, Khawaja Sahib!

Khawaja Mohammad Safdar: Thank you very much, Sir.

Mr. Chairman: No, how it was left out. It is just for my information. This first reading was being debated.

<u>خواجہ محمد صفدر</u>: اجلاس ملتوی ہوگیا تھا ۔

<u>جناب چیئرمین</u>: وقت ختم ہوگیا تھا So, it will continue.

<u>خواجہ محمد صفدر</u>: جی ہاں ۔

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I request that it may be concluded today because we have got so much business and my friend intends to....

Mr. Chairman: Do you request him or do you request me?

Malik Mohammad Akhtar: To the House as well as through you to Khawaja Sahib.

Mr. Chairman: Your request is addressed to him.

Malik Mohammad Akhtar: Through you to Khawaja Sahib, Sir.

Mr. Chairman: This is an appeal. There are, I would say, requests from that side. If you accept this request, they will also accept your request. Have you noted his request?

خواجہ محمد صفدر: جی ہاں میں نے نوٹ کرلی ۔

Malik Mohammad Akhtar: He has got many amendments and I will request him to be brief at least now and he can talk about these at the stage of his amendments.

خواجہ محمد صفدر: نہیں نہیں ۔ بات یہ ہے کہ ....

Malik Mohammad Akhtar: There will be all repetitions.

جناب چیئرمین: ان کی request آپ نے نوٹ کرلی ؟

خواجہ محمد صفدر: ان کی request نوٹ کرلی تھی جناب والا ! نہ صرف یہ بلکہ اس سے پہلے بھی محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور سے اس موضوع پر بات ہوئی تھی اور انہوں نے ارشاد فرمایا تھا اور آج خود اس اپنے ارشاد میں ترمیم کر رہے ہیں اگرچہ دوسری خواندگی شروع نہیں ہوئی تھی ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ جمعرات تک زیر بحث بل کو ختم کردیا جائے میں نے ان کو کہا تھا کہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ جمعرات تک یہ بل مکمل طور پر پاس ہوجائے ابھی تو آج منگل ہے ۔

جناب چیئرمین: یہ جمعرات یا اگلی جمعرات ؟

خواجه محمد صفدر : اگلی جمعرات تو اس session میں آئیگی بھی نہیں -

(مداخلت)

خواجه محمد صفدر : میں تکرار کی جسارت نہیں کروں گا - دراصل بات یہ ہے کہ اس قدر وجوہات ہیں اس بل کی مخالفت کے لیئے کہ تکرار کی ضرورت ہی نہیں پڑیگی - ہمیں تو اس بل کے نام سے بھی خوف آرہا ہے -

Mr. Chairman: Is there anything objectionable in the name of Suppression of Terrorist Activities.

خواجه محمد صفدر : بڑے اعتراضات ہیں - جناب والا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا خوفناک بل ہے -

Mr. Chairman: No. "Suppression of Terrorist Activities" is its name.

خواجه محمد صفدر : جناب ! ہر قسم کے سیاسی عمل کو suppress کرنے کے لیئے ، دبانے کے لیئے یہ قانون بنایا جارہا ہے - یہی تو ہمارا گلہ ہے -

جناب چیئرمین : جی فرمائیں -

خواجه محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں آپ کا اور وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے نہایت فراخدلی سے ہمیں یہ موقعہ دیا ہے کہ ہم زیر بحث مسودۂ قانون پر پوری طرح سے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کریں -

جناب چیئرمین ! محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور نے اس مسودۂ قانون کے دو اغراض دو مقاصد بتائے تھے اور اس مسودۂ قانون کے اغراض و مقاصد جو اس بل میں درج ہیں - وہ بھی وہی ہیں - پہلا یہ کہ ان متشدانہ کارروائیوں کا سد باب جو کہ اس ملک کے بعض حصوں میں بلکہ کئی حصوں میں گذشتہ کچھ عرصہ سے ہو رہی ہیں اور دوسری غرض و

غایت وزیر مملکت نے یہ بتائی کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی حکومت یہ چاہتی ہے کہ مسودہ قانون کے ذریعے کہ اس قسم کے مقدمات کہ جن کا تعلق کہ ان کارروائیوں سے ہو۔ جلد از جلد عدالت میں پیش کر کے ان کا فیصلہ کروایا جائے ۔

جناب چیئرمین ! ان دونوں مقاصد سے کسی بھی ذی ہوش پاکستانی کو اختلاف نہیں ہوسکتا ۔ حزب اختلاف کے کسی رہنما یا کسی کارکن کی طرف سے ان گھناؤنے اقدامات کی کبھی ستائش نہیں کی گئی ۔ حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ بلکہ حزب اختلاف کے رہنماؤں نے ان کارروائیوں کی ، ان متشددانہ اقدامات کی پر زور الفاظ میں مذمت کی ہے ۔ اور میں بھی اس موقع پر ان اقدامات کی شدید مذمت کرتا ہوں ۔ کوئی بھی محب وطن پاکستانی ایسے اقدامات پر خوش نہیں ہوسکتا ۔ اس کا دل میں ضرور ایسے اقدامات پر ان اقدامات کے متعلق نفرت پیدا ہوگی جہاں تک دوسرا مقصد ہے کہ مقدمات کا جلد فیصلہ ہونا چاہیئے جناب والا ! دراصل ہماری حکومت ان وجوہات کا جائزہ لینے سے قاصر اور ناکام رہی ہے جن کی وجہ سے عدالتوں میں مقدمات کا فیصلہ ہونے میں تاخیر ہوتی ہے۔ ورنہ جناب والا ! آپ جانتے ہیں آپ قانون کے معزز پیشہ سے عمر بھر منسلک رہے ہیں آپ کے یہ تجربے میں ہے کہ آج سے چند سال قبل مقدمات اور خصوصیت سے فوجداری مقدمات کی سماعت میں دیر نہیں لگا کرتی تھی ۔ میرا تجربہ آپ سے بہت کم ہے لیکن میں بھی جانتا ہوں کہ ماتحت عدالتوں میں تین چار پیشیوں سے زیادہ وقت کبھی کسی مقدمے کے تصفیے کو نہیں لگا اور اپیلوں کی سماعت بھی جلد ہوجایا کرتی تھی ۔ ماسوائے ایسی اپیلوں کے جن میں ملزموں کی ضمانت اپیل کی سماعت کرنے والی عدالت نے لے لی ہو۔ تو پھر اس کے متعلق دیر یا تاخیر کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا ۔ اصل میں چاہیئے یہ تھا کہ ان وجوہات کا پتہ کیا جائے ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

خواجہ محمد صفدر : جن کی بناء پر فوجداری مقدمات کی سماعت میں، ان کے فیصلے کرنے میں تاخیر ہوتی ہے لیکن بجائے ان وجوہات کا، ان عوامل کا پتہ کرنے کے موجودہ حکمران طبقہ ہر روز اس کوشش میں ہے کہ اس ملک کے عوام کے مقدمات کی سماعت بجائے عام عدالتوں میں کرنے کے انہیں خصوصی عدالتوں اور خصوصی Tribunals کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب والا! یہ بدقسمتی ہے ہماری کہ ہم زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ہمارا فعل اس سے قطعی طور پر مختلف ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ ابھی حال ہی میں پاکستان بار کونسل نے جس کے صدر ہمارے اٹارنی جنرل ہیں، وزیر اعظم صاحب کو کراچی میں منعقدہ جیورسٹ کانفرنس میں مدعو کیا تھا۔ ملک بھر کے قانون دان، جیورسٹ اس کانفرنس میں موجود تھے۔ اٹارنی جنرل نے وزیر اعظم کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا تھا کہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی ہو' قانون کی عملداری ہو، جسے رول آف لاء کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ جب وزیر اعظم صاحب اس سپاسنامہ کا جواب دینے کے لیئے اٹھے تو انہوں نے سپاسنامے کے کسی حصے سے اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا اور حاضرین کو یقین دلایا کہ اگر وکیل حضرات کے دلوں میں کوئی شکوک شبہات ہوں کہ ان کی حکومت، قانون کی حکمرانی نہیں چاہتی تو وہ ان شکوک و شبہات کو اپنے دلوں سے نکال دیں۔ وہ مکمل قانون کی حکمرانی پر یقین رکھتے ہیں اور اس ملک مین کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جائیے گا جو قانون کی حکمرانی کے خلاف ہو۔

جناب والا! دعویٰ تو یہ ہے اور عمل یہ ہے جو اس مسودہ قانون سے ظاہر ہے کہ حکومت اس کے ذریعے بعض جرائم میں ماخوذ اشخاص کو خصوصی عدالتوں کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے۔ وہ خصوصی عدالتیں عام قوانین کے تحت ان مقدمات کا فیصلہ نہیں کریں گی۔ بلکہ خصوصی اختیارات

کے ساتھ ، خصوصی طریقہ کار کے ساتھ ان مقدمات کا فیصلہ کیا جائیگا ۔ تو کیا جناب والا ! میں محترم وزیر مملکت سے پوچھ سکتا ہوں کہ وزیر اعظم کی وہ قانون کی عملداری کا اعلان اور یہ قانون آپس میں کچھ مطابقت رکھتے ہیں ۔ کیا یہ قانون کی عملداری کے عین مطابق ہے کہ ایک جرم میں ماخوذ دو اشخاص میں سے ایک خصوصی عدالتوں کے سامنے پیش ہوں اور ان کے مقدمات کا مختلف طریقہ کار اور ضابطہ کے تحت فیصلہ کیا جائے ۔ کیا یہ قانون کی عملداری کے عین مطابق ہے کہ عدالتوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ مروجہ قانون کو چھوڑ دیں اور نئے نئے راستے اور نئے طریقے کار اختیار کریں اور عام قانون کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں ۔ جو اس ملک میں ۱۰۰ سال سے زائد عرصے سے رائج ہیں جن کے تحت میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک میں بسنے والے انسانوں کو انصاف ملتا رہا ۔ کسی کو شکایت نہ تھی کہ انہیں ان قوانین کے تحت انصاف نہیں مل رہا ہے ان کو چھوڑ کر نئی نئی راہیں تلاش کی جارہی ہیں جن کے ذریعے ملزموں کو سزائیں دی جائیں ۔

جناب والا ! میں سب سے پہلے اس بات کا ذکر کرونگا کہ محترم وزیر مملکت صاحب نے اشارتاً کہا تھا بغیر کسی سیاسی جماعت کا نام لیئے ۔ یہ اچھا کیا تھا کہ کسی سیاسی جماعت کا نام نہیں لیا ۔ انہوں نے کہا کہ کوئی سیاسی جماعت ، اس ملک میں ایسی ہے جس کا رابطہ اس قسم کی کار روائیوں سے معلوم ہوتا ہے کیا ان کے پاس ایسی کوئی شہادت ہے ۔ جناب والا ! یہاں مختلف رائیں ہیں ۔ ایک ڈیڑھ ماہ کی بات ہے اور یہ خبر پنجاب کے مختلف اخبارات میں چھپی تھی کہ پنجاب میں بم پھٹنے کے جو واقعات ہورہے ہیں وہ حکمران جماعت کا ایک گروہ کروا رہا ہے یہ رائے پنجاب کے واقف کار حلقوں کی جانب سے رائے کے طور پر شائع ہوئی تھی ۔ اس میں کس حد تک سچائی ہے؟ میں نہیں جانتا اس لیئے میں سمجھتا ہوں کہ ان واقعات کی مذمت ہم ضرور کرتے لیکن محض شک کی بناء پر سیاست میں کوئی تلخی پیدا کرنا کوئی اچھا کام نہیں ہے ۔ میں موضوع کی طرف

[Khawaja Mohammad Safdar]

آتا ہوں کہ میری رائے میں یہ قانون اس معیار پر پورا نہیں اترتا ، جسے قانون کی عملداری کہتے ہیں - اور میں ، Law of the Constitution مصنفہ Dicey میں سے اقتباس پیش کرونگا - اسکے صفحہ ۱۸۸ سے quote کرتا ہوں -

Law of the Constitution by A.V. Dicey at page 188 and I quote:—

> "We mean, in the first place, that no man is punishable or can be lawfully made to suffer in body or goods except for distinct bre ch of law," and this is important, Sir, "establishment in the ordinary legal manner before the ordinary courts of the land"

پروفیسر Dicey نے رول آف لاء کی جو تعریف کی ہے کیا یہ موجودہ قانون اس تعریف پر پورا اترتا ہے ؟ میرے خیال میں ہمیں اس نتیجے پر پہنچنا پڑے گا کہ زیر بحث مسودہ قانون کے تحت نہ تو عام قوانین کے تحت مقدمات چلائے جائیں گے اور نہ ہی انصاف ہوگا - یہ دونوں ضروریات اس تعریف میں بیان کی گئی ہیں - اس لیئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسودہ قانون رول آف لاء کے خلاف ہے -

جناب والا ! اب میں خصوصی عدالتوں کے متعلق عرض کروں گا - جناب چیئرمین ! مجھے معلوم نہیں ہے کہ حکومت کو خصوصی عدالتوں کے قائم کرنے کے کتنے قسم کے اختیارات ہیں - قانون اتنا وسیع ہوچکا ہے کہ دو گھنٹے یا دو دن میں اگر آپ کسی موضوع پر متعلقہ قانون تلاش کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے کم از کم میرے لیئے ممکن نہیں ہے - میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس ملک میں اس وقت کئی ایسے رائج الوقت قانون ہیں جن کے تحت مرکزی حکومت اور بعض صورتوں میں صوبائی حکومت کو بھی خصوصی عدالتیں یا خصوصی ٹربیونل قائم کرنے کے اختیارات ہیں -

جناب والا ! میں ان میں سے چند ایک کا ضرور ذکر کروں گا - جناب والا ! ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت خصوصی عدالتیں قائم ہوسکتی

ہیں یہ ایک ۱۰۷ سالہ پرانا قانون ہے۔ جس کا نام Punjab Murderous Outrages Act ہے۔ یہ قانون ابھی تک زندہ ہے اور ہماری Statute Book پر موجود ہے اس کے تحت ٹربیونل قائم ہوسکتے ہیں۔ ایک اور قانون جناب والا! پی۔ او نمبر ۱۳ ہے جس کا نام ہے۔

P.O. No. 13 of 1973—Criminal Law Amendment Special Court Orders.

اس کے تحت بھی اسپیشل عدالتیں قائم ہوسکتی ہیں ایک اور قانون ہے کریمنل لاء امنڈمنٹ اسپیل ٹریبونل ۱۹۵۰ء اسکے تحت بھی خصوصی عدالتیں قائم ہوسکتی ہیں۔ یہ کم و بیش چھ سات قانون میں نے سرسری طور پر دیکھے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ اتنے قانون پہلے ہی موجود ہیں جن کے تحت خصوصی عدالتیں یا خصوصی ٹربیونل کہہ لیجئے، دونوں کا مطلب ایک ہے قائم کئے جاسکتے ہیں اور حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان قوانین کے تحت خصوصی ٹربیونل مقرر کرے اور ان ٹربیونلوں سے مقدمات کی سماعت کرائے اور جو جرگہ قسم کے قوانین ہیں۔ میں ان کا ذکر نہیں کرنا چاہتا اور جو حال ہی میں یہاں زیر بحث تھے اور بلوچستان اور فرنٹیئر کے بعض علاقوں میں نافذ ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے اور اُمید ہے کہ وزیر مملکت مجھے سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ چھ سات قوانین کے ہوتے ہوئے بھی ان کو کیا ضرورت پڑی کہ ایک اور خاص قانون لے آئے ہیں اور اس میں کیا خوبی ہے جو ان میں نہیں ہے۔ جو اس کی ضرورت آپ کو محسوس ہوئی۔ میری رائے میں اگر حکومت یہی چاہتی ہے اور اس کی یہی خواہش ہے کہ ان مقدمات میں جو اشخاص ملوث ہوں۔ ان کے مقدمات کی سماعت خصوصی عدالتیں کریں۔ تو وزیر صاحب ان میں سے کسی ایک کو استعمال کرلیں۔ ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس کے تحت جو ٹربیونل قائم ہوں گے۔ ان میں ہر قسم کے جرائم خصوصی عدالتوں کے سپرد کئے جاسکتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ صاحب ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس تو عارضی قانون ہے۔ اگر آج اس ملک میں سے ایمرجنسی کو ہٹا دیا جائے۔ ایمرجنسی کی لعنت سے اس ملک کو پاک کردیا جائے۔ تو وہ قانون بھی ختم ہوجائے گا۔ حضور ہم تو

[Khawaja Mohammad Safdar]

کب سے انتظار کر رہے ہیں کہ کب اس ملک سے اس لعنت کو ہٹایا جائے لیکن وہ ہٹتی نظر نہیں آتی اور جب تک آپ اس کو نہیں ہٹاتے اور ابھی اس کی میعاد ۳۰ ستمبر تک ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ حکومت ان مقدمات کا فیصلہ آٹھ نو مہینوں میں مؤثر کارروائی کر کے نہ کرا سکے ۔ اگر ارباب اقتدار کرنا چاہیں ۔ تو وہ ان مقدمات کو ان ٹربیونلوں کے سامنے پیش کروا کر فیصلہ کرالیں ۔ جناب والا ! جہاں تک ان ٹربیونلوں کی غرض و غایت کا تعلق ہے اور جیسا کہ مختلف مقامات پر ان کے متن میں درج کیا گیا ہے کہ ان کے قائم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلے جلدی ہوں ۔ جناب والا ! آپ بھی پریکٹس فرماتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ اگر مجسٹریٹ چاہے تو کسی مقدمے کو ایک دن سے دوسرے دن اور دوسرے دن سے تیسرے دن پر ملتوی کر کے مقدمہ ختم کرسکتا ہے ۔ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ، ماسوائے ایک بات کے کہ جب وکلاء کے پاس مقدمے کو ملتوی کرانے کا کوئی راستہ نہیں رہتا تو پھر وہ کہتے ہیں کہ انہیں اس عدالت پر اعتماد نہیں رہا ۔ لہذا وہ اس عدالت سے مقدمہ کی سماعت نہیں کرانا چاہتے اور اگر Criminal Procedure Code کی اس دفعہ کو مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو پھر وہ کون سا ذریعہ ہے جس کے ذریعے ملزم یا ملزم کا وکیل التواء حاصل کرسکتا ہے ؟ میں وکالت کے پیشے سے منسلک ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ سوائے اس کے کہ ہم درخواست کرسکتے ہیں ۔ ہم منت سماجت کرسکتے ہیں کہ صاحب مقدمہ ذرا ملتوی کردیں ۔ مجھے یہ کام پڑگیا ہے اور کئی بہانے ہم بنا لیتے ہیں ۔ اب یہ مجسٹریٹ کی مرضی اور صوابدید پر ہے کہ وہ مقدمہ ملتوی کرے یا نہ کرے البتہ قانون صرف اس وقت ان کو مجبور کرتا ہے جب ملزم کا وکیل یا ملزم خود یہ کہے کہ صاحب میں اس عدالت سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ نہیں کرانا چاہتا ۔ مجھے اس عدالت پر اعتماد نہیں رہا ۔ لہذا میں مقدمہ تبدیل کرانا

چاهتا هوں ۔ تو مجسٹریٹ پندره دن کی اسے اجازت دے دیتے هیں ۔ که وه پندره دن میں جاکر چاره جوئی کرے ۔ اسکے علاوه اور کوئی طریقه نهیں هے ۔ اس لیئے اگر اسپیشل ٹربیونل بنانے کا یه مقصد هو تو یه مقصد پهلے بهی حاصل هوسکتا هے ۔ عام عدالتوں کے ذریعے بهی حاصل هوسکتا هے ۔ اس لیئے ان خصوصی عدالتوں کی چنداں ضرورت نهیں هے ۔ ایک اور بنیادی اصول جس کا ذکر کرنا بہت ضروری هے اور جس کا تعلق اس بل سے هے اور وه یه ہے که اس بل میں مقدمے کی سماعت کے اختیار کے متعلق بڑا زور دیا گیا ہے اور کہا گیا هے که جن جرائم کا ذکر گوشوارے میں هے ۔ ان میں ماخوذ افراد کے مقدمات کی سماعت محض اور محض یه خصوصی عدالتیں کریں گی اور اسکے ساتھ یه بهی کہا گیا هے که اگر کوئی شخص دو یا دو سے زیاده جرائم میں ماخوذ هوگا اور ان میں کچھ تو وه هوں جن کا ذکر گوشوارے میں ہے اور کچھ وه هوں ۔ جن کا تعلق گوشوارے سے نهیں هے تو اس صورت میں افسر جلیسی صرف ملزم کے خلاف ان جرائم یا ان مقدمات کی سماعت کرے گا جن کا تعلق گوشوارے سے هے اور اسکے خلاف جو دوسرے الزام هیں ان کے متعلق عام عدالتیں اس کے بعد کسی وقت بهی جب فریق استغاثه چاهے گا مقدمات کی سماعت کریں گی ۔ اس لیئے اس طریقه کار سے بہت سی الجهنیں پیدا هوجائیں گی ۔ جناب چیئرمین ! میں یقین سے کہه سکتا هوں که آپ کو مجھ سے اور باقی معزز ارکان سے زیاده علم هے کیونکه آپ کا تعلق صوبه بلوچستان سے هے اور آپ وهاں پریکٹس کرتے رهے هیں اور وهاں ''ویسٹ پاکستان کرمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ'' پهلے نافذ کیا گیا ۔ جس کے تحت مقدمات کی سماعت هوتی رهی ۔ اور مجهے اس کا تجربه نهیں هے ، آپ کو یقیناً هوگا اور اس کے بعد کرمنل لاء اسپیشل پرویژن آرڈیننس نافذ کیا گیا ۔ ان دونوں میں یه شق موجود هے ۔ پهلے ویسٹ پاکستان کرمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ اور اس کے بعد ویسٹ پاکستان کرمنل لاء اسپیشل پرویژن آرڈیننس دونوں میں یه شق موجود تهی اور ان قوانین سے مستعار لے کر اس

[Khawaja Mohammad Safdar]

مسودہ قانون میں یہ کلاز شامل کی گئی ، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ گذشتہ سالوں میں ہماری مختلف عدالتوں نے اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے اس موضوع کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے کہ اس طریقے کار سے بعض اوقات استغاثہ کو فائدہ پہنچتا ہے اور بعض اوقات ملزم کو فائدہ پہنچتا ہے یعنی ایک تمیز سی روا رکھی جاتی ہے اس discriminatory طریقہ کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے ۔ یہ میرے لیئے عبث ہوگا کہ میں جناب چیئرمین ! آپ کے سامنے کسی ماتحت عدالت کا فیصلہ پڑھکر سناؤں میں کوشش کروں گا کہ ایک فیصلہ اس ملک کی سب سے بڑی عدالت یعنی سپریم کورٹ کا آپ کے سامنے پیش کروں ۔ جس میں محترم و معزز جج صاحبان نے اس موضوع کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور جب سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ....

Mr. Ahmad Waheed Akhtar: Point of information.

جناب چیئرمین ! میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ محترم سینیٹر کے خیالات کو پوری طرح سنوں لیکن میرے کچھ دوست سرگوشیوں میں مصروف ہیں اور یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کب تک بولیں گے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس قسم کی باتیں، تو نہیں ہونی چاہئیں ۔ جب اس ہاؤس میں کوئی معزز ممبر بول رہا ہو تو اس ہاؤس میں courtesy کا تقاضا تو یہی ہے کہ دوسرے ممبر سرگوشیاں نہ کریں ورنہ جب کبھی آپ تقریر کریں گے تو آپ کی تقریر بھی کوئی نہیں سنے گا ۔ ایک بات ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ point of objection raise کرتے تو rules ہیں اور ہم انہیں استعمال کرسکتے تھے مثلاً ۹۰ ہے ۔ لیکن آپ نے point of information اٹھایا ہے ....

جناب احمد وحید اختر : جناب خواجہ صاحب بتا دیں گے کہ وہ کتنی دیر تک بولیں گے ۔

ملک محمد اختر : اتنی طوالت میں تو نہیں جانا چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ خواجہ صاحب کی مرضی ہے ۔

ملک محمد اختر : سر! میں کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا ۔

خواجہ محمد صفدر : میں ایک بجے تک تقریر ختم کردوں گا ۔

ملک محمد اختر : اگر آپ پچیس منٹ لیں تو میں اپنی تقریر پانچ منٹ میں ختم کروں گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں ادھر سے بھی بہت سے دوست بولنا چاہتے ہیں اگر آپ ساڑھے بارہ بجے تک تقریر ختم کردیں تو ٹھیک رہے گا۔

Malik Mohammad Akhtar: There should be some time-limit, and if he likes we can apply the rule but we do not want to do that. We want the motion to be carried today. Moreover, Sir, many people want to speak. So, I think, you will have to equally distribute the time. I will not take more than ten minutes to wind up. I understand the references which he is making but they are not relevant to my reply.

Mr. Deputy Chairman: That is correct but he is discussing a principle of the rule of law.

Malik Mohammad Akhtar: But they are not relevant for the purposes of my reply.

خواجہ محمد صفدر : میں جناب والا ! پی ۔ ایل ۔ ڈی سپریم کورٹ ۱۹۶۸ صفحہ ۲۶۴ سے اقتباس پیش کرتا ہوں ۔

This is by Mr. Chief Justice S. A. Rehman.

"While agreeing with the judgment proposed to be delivered by my learned brother Hamoodur Rahman J I feel it necessary to make one or more observations. As has been brought out clearly in the judgment in cases of the kind in consideration, the result may well be that the tribuanl may deal with a lesser offence but later on the courts will be powerless to proceed with the greater offence of which lesser offence was a part. The policy of law undoubtedly as is prevalent in the ordinary courts is that where a series of acts constitute more than one offence the accused

[Khawaja Mohammad Safdar]

> should be tried for the more serious offence. However, the law now contemplates a diversion of less serious offences to a parallel jurisdiction with results that cannot be described as entirely satisfactory. The procedure is frought with the potentiality of mischief in so far as it is possible that in certain cases extra legal or extra judicial considerations may prevail in sending a case to a tribunal under a lesser offence rather than having the case tried for a more serious offence in the ordinary court. This opens up possibilities of favour tism and if one may presume that the officers concerned were always to act impartially it is not altogether inconceivable that pressure may be brought on them whether political or otherwise to take a line which might either favour or prejudice the prosecution for the graver offence. An element of discrimination thus appears and this is a matter which might engage the serious attention of the legislative authority".

خواجه محمد صفدر : جیسا کہ میں نے پڑھ کر سنایا ہے چیف جسٹس آف پاکستان نے فرمایا کہ قانون ساز ادارے ان کے ان remarks پر خاص توجه دیں اور میں اس ایوان سے درخواست کرونگا که یه معزز ایوان اس مسئله کے متعلق اپنی خصوصی توجه مبذول کرے۔ جناب والا ! زیر بحث مسوده قانون کے ذریعه خصوصی عدالتوں کے لیئے ضابطه کار تجویز کیا گیا ہے ؟ مختصراً عرض کرونگا که عدالت مقدمات کا de novo trial کرنے کی پابند نہیں ہوگی ۔ میں محترم وزیر مملکت کو بتا دینا چاہتا ہوں که Criminal Procedure Code دفعه ۲۵٦ مدت سے منسوخ ہوچکی ہے اور اب ضابطه فوجداری میں de novo trial کا کوئی ذکر نہیں ہے تو اب وزیر مملکت کو کیوں خطره ہے که ملزم de novo trial کروا سکے گا ۔ خواه عدالت تبدیل ہوچکی ہو ۔ وه دفعه تبدیل ہوگئی ۔ یه کس زمانے کی بات ہے که ملزم کے لیئے یه حق حاصل تھا که بعض صوبوں میں وه یه مطالبه کرے که استغاثه کی شہادت دوباره قلمبند ہو ۔ اب وه زمانه گزر گیا ۔ مدت ہوئی ۔ وزیر مملکت اب کہاں سے لے آئے ہیں که عدالت کو اختیار نہیں ہوگا ۔ عدالت کو پہلے کہاں اختیار ہے جو اب نہیں ہوگا ۔ پہلے آپ ان کو اختیار دیں پھر ان سے چھینیں ۔ جب پہلے ہی ان کو اختیار نہیں ہے تو ان سے چھین کیا رہے ہیں ؟ اس لیئے میں جناب چیئرمین آپ کی وساطت سے محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی

امور کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور عرض کرونگا میرے جس فاضل دوست نے یہ مسودہ قانون ڈرافٹ کیا ہے۔ وہ ذرا ضابطہ فوجداری بھی دیکھ لیتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب، میرے خیال میں یہاں سمن پروسیجر کو رکھا گیا ہے۔ اس میں تو ۲۵۶ ویسے نہیں آتا۔

خواجہ محمد صفدر: بالکل ٹھیک فرمایا جناب! آپ نے ایک دوسری وجہ بیان فرما دی۔ میں بڑا شکر گزار ہوں آپ کا۔ بجا ارشاد فرمایا محترم چیئرمین صاحب نے۔ جب مقدمات کی سماعت سمن پروسیجر کے تحت ہوگی۔ تو اس کے تحت de novo trial اور دفعہ ۲۵۶ ضابطہ فوجداری کا تو ویسے ہی کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو وارنٹ کیسز کے پروسیجر میں ہوتا تھا۔ اس لیئے وزیر مملکت ذرا اس مسودہ قانون کے اس حصہ پر توجہ فرمائیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ کہیں ایک بار غلطی ہو جائے کسی سے تو درگزر کی جاسکتی ہے۔ مگر عام طور پر ہمارے اہل کار چھوٹے اور بڑے محنت نہیں کرتے، مکھی پر مکھی مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور نقل را عقل باید۔ فارسی جاننے والے لوگوں نے کہا ہے۔ ہمارے افسر نقل کرتے ہوئے عقل سے کام نہیں لیتے۔ ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس میں ایسی دفعہ موجود تھی ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس وضع کرنے والوں نے غلطی سے یہ دفعہ شامل کردی۔ لہذا زیر بحث مسودہ قانون کو ڈرافٹ کرنے والوں نے بھی وہی غلطی یہاں دھرائی یہ مسودہ قانون دراصل ڈیفنس آف پاکستان کا چربہ ہے۔ شاید حکومت کا یہ خیال ہو کہ ایمرجنسی ۷۵ء کے اختتام کے لگ بھگ ہٹا دی جائے گئی تو آج ہی سے یعنی ۱۰ مہینے پہلے یہ تیاریاں شروع ہوچکی ہیں کہ اس کا متبادل قانون پیدا کردیا جائے۔ اور جو اختیارات جو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت حکومت کو حاصل ہیں۔ وہ اس طریقے سے حاصل ہوجائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئیے اور اس طرح سوچنا بھی نہیں چاہیئے۔ حضور والا! ان خصوصی اختیارات کا ذکر کرتے

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہوئے اور عدالت کے طریق کار کا ذکر کرتے ہوئے میرے لیئے ضروری ہے کہ میں اس مسودہ قانون کے اس حصے کی طرف بھی اس ایوان کی توجہ مبذول کراؤں ۔ جس میں یہ درج کیا گیا ہے کہ اس عدالت کو ملزم کی ضمانت لینے کا اس وقت تک اختیار نہیں ہوگا جب تک کہ اسے باور کرنے کے لیئے اس کے پاس کافی وجوہ نہ ہوں کہ ملزم جس الزام کے تحت عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔ واقعی اس نے اس کا ارتکاب نہیں کیا ۔ جناب والا ! ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعہ پہلے ہی بہت سخت تر کردی گئی ہوئی ہے ۔ ابھی پچھلے سینیٹ کے اجلاس میں ترمیمی قانون منظور ہوا تھا ۔ اس میں ایسی ترمیم کی گئی ہے جس کی رو سے عام طور پر کوئی شخص کسی عدالت سے ضمانت نہیں کروا سکتا ۔ مجھے اس فلسفہ اس منطق کی سمجھ نہیں آئی کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ جسے حال ہی میں ہم نے ترمیم کیا ہے اور اس ترمیم کی غرض و غائت یقیناً اس زمانے کے لاء منسٹر کے ذہن میں یہ ہوگی کہ پاکستان میں کچھ ایسے حالات ہیں کہ ضمانت سے متعلقہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ میں تبدیلی کی جائے اور تبدیلی اس طور پر کی جائے کہ اسے سخت تر کردیا جائے لیکن اب تین ماہ کے بعد یا دو ماہ کے بعد ایک نئے قانون کے ذریعہ ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی ضمانت سے متعلقہ دفعہ کو بھی جسے سخت تر بنا دیا گیا ہے۔ نظر انداز کیا جائے اور ایک نیا طریق کار اختیار کیا جائے میری رائے میں کسی حکومت کا منشاء کسی اچھی حکومت کا منشاء یہ قطعاً نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے شہریوں کو ناجائز طور پر تنگ کرے یا تکلیف دے جب کہ حکومت کا منشاء اور مدعا ہمیشہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے شہریوں کو سہولتیں بہم پہنچائے ۔ قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ میں بنایا گیا تھا ۔ ۷۶ سال ہوگئے پچاس سال کے لگ بھگ اس برصغیر کے حکمرانوں نے اپنی بادشاہت اور اپنی حکمرانی کو یہاں مضبوط کرنے کے لیئے اس قانون کو استعمال کیا اور شاید ہی کوئی ایسا موقع آیا ہوکہ کسی خصوصی قانون کا سہارا لینا پڑا ہو۔ آج ہمارے حکمران آزادی

کے بعد اپنے آپ کو اس قدر بے بس پاتے ہیں اور عوام کو اس قدر مجبور کرنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں ، ان پر ظلم و تعدی کرنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں کہ ان قوانین کو جو کہ پون صدی تک ہر ٹیسٹ پر ، ہر معیار پر پورے اترے ، ان کو چھوڑ کر نئے قوانین کا سہارا لیا جارہا ہے تا کہ اپنے شہریوں کی آزادی کو کسی نہ کسی طریقہ سے سلب کیا جاسکے - میرا خیال ہے کہ کسی اچھے ، کسی انصاف پرور ، کسی محب وطن حکومت کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ ایسا رویہ اپنے ملک کے شہریوں کے متعلق اختیار کرے - جناب والا ! اس موضوع پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے - مگر اس وقت صرف ایک اور موضوع یعنی قانون شہادت کے متعلق کچھ عرض کروں گا - قانون شہادت کو اس ملک میں نافذ ہوئے ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں ، اس سو سال میں یا اس کے تین چوتھائی صدی کے دوران جب کہ انگریز یہاں حکمراں تھے اور اس قانون شہادت کے تحت مقامات کے فیصلے ہوتے تھے ، شاید ہی کوئی ایسا وقت آیا ہو کہ قانون شہادت کو ترک کر کے قانون شہادت کے متعلق کوئی اور اصول وضع کیا گیا ہو - مگر ماضی میں خواہ کتنا ہی گھناونا فعل ہی کیوں نہ سرزد ہوا ہو - یا انہوں نے کتنے ہی برے فعل کا ارتکاب کیوں نہ کیا ہو ایسا کبھی نہیں ہوا - شاید ہی کوئی اس کے متعلق استثناء ہو - لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ عام طور پر قانون شہادت کے مطابق فوجداری مقدمات فیصلہ کئے جاتے رہے - جناب والا ! اس مسئلے کے متعلق آپ ملاحظہ فرمائیں ایک قانون جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے - The Punjab Murderous Outrages Act, 1867 تھا - اس کے تحت بھی ملزم کے خلاف جرم ثابت کرنا استغاثہ کا فرض تھا - یہ ہرگز نہیں تھا کہ ملزم اپنی بریت ثابت کرے - ۱۹۴۳ء میں جب کہ انگریزوں کی اس قلم رو پر جس پر کہ سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا ادبار کے بادل چھائے ہوئے تھے اور ایک طرف اگر جاپانی فوجیں ہندوستان کی سرحد پر پہنچ چکی ہوئی تھیں تو دوسری طرف جرمن فوجیں ماسکو یعنی-

[Khawaja Mohammad Safdar]

روس کے بیشتر حصے پر اور سارے یورپ کو قبضے میں لئے ہوئے تھیں - نہایت تاریک دن تھے اس عظیم الشان سلطنت کے لیئے، برطانیہ کے لیئے وہ نہایت تاریک دور تھا اور پھر وہ ہماری اپنی حکومت نہیں تھی، وہ جمہوری حکومت نہیں تھی، وہ غیر لوگ تھے جو پانچ ہزار میل دور سے آئے ہوئے تھے اور ہم پر بزور شمشیر، بزور سنان حکومت کرتے تھے ہم ان کے غلام تھے - انہوں نے Enemies Agents Act, 1943 نافذ کیا وہ ایک خصوصی قانون تھا جو کہ دشمن قوتوں کے ایجنٹس کے متعلق، جاپانیوں کے ایجنٹس کے متعلق، نازیوں کے ایجنٹس کے متعلق انہوں نے بنایا - آپ جانتے ہیں کہ انگریز کی جان پر بنی ہوئی تھی اور اس نے یہ قانون اس قدر سنگین بنایا تھا کہ کوئی شخص جس کا ذرا سا بھی تعلق نازیوں سے ثابت ہو، جاپانیوں سے ثابت ہو، فاشستوں سے ثابت ہو اس کو وہ چھوڑنے کے لیئے قطعاً تیار نہیں تھے، لیکن مروجہ قانون شہادت میں جناب والا! پھر بھی تبدیلی نہ کی گئی کہ ملزم اپنی بے گناہی ثابت کرے، یا بریت ثابت کرے، ان حالات کا مقابلہ اپنے موجودہ حالات سے کیجئیے یہاں کوئی دشمن کا ایجنٹ نہیں ہے، ہم کسی دشمن کے ایجنٹ کی طرفداری نہیں کر رہے اور حکومت کا بھی اس بل میں یہ دعویٰ نہیں ہے کہ یہاں دشمن کا ایجنٹ ہے یا ہوسکتا ہے جس کے لیئے یہ سیاہ قانون وضع کیا جا رہا ہے - میری ذہنی پرورش ایسے ماحول میں ہوئی ہے کہ میں قانون کے مطابق اپنی جد و جہد کو جاری رکھنا چاہتا ہوں، خواہ میں کسی پارٹی سے منسلک کیوں نہ ہوں - اگر میں یہ چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت میں تبدیلی آئے تو میں قانون کا راستہ اختیار کروں گا لیکن ہوسکتا ہے کہ بعض نوجوان ایسے ہوں جن کا خون ابھی گرم ہے وہ میرے اس طریق کار سے اتفاق نہ کرتے ہوں اور وہ حکومت کے اکثر و بیشتر ان افعال سے نالاں ہوں جن کی وجہ سے اس ملک میں آئے دن کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہتی ہے اور انہوں نے اپنے خیال کے مطابق ایسے ذرائع اختیار کر لیئے ہوں جیسا کہ کسی جگہ بم پھینکنا یا کسی ریلوے ٹریک کے نیچے بم رکھ

دینا یا کسی ریسٹوران، ہوٹل میں بم پھینکنا، یہ سب بری باتیں ہیں، معصوم جانوں کا نقصان ہے، لیکن یہ انداز فکر ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ انداز فکر رہا ہے۔ ایک زمانے میں بر صغیر میں کانگرس، خلافت، مسلم لیگ اور بڑی بڑی جماعتوں کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ قانون کے مطابق اپنی جد و جہد جاری رکھیں گی اور انگریزوں کو اس ملک سے نکالیں گی۔ اس وقت بھی اس بر صغیر میں بعض ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اس تعلیم کے برعکس ایسے اقدمات کئے جو کہ دہشت انگیز تھے، جو کہ متشد دانہ تھے اور جنہیں اس زمانے کے حزب اختلاف نے کبھی بہ نظر استحصال نہیں دیکھا۔ اس لیئے ان حالات کا جو کہ ۱۹۴۵ء میں برطانوی حکومت اور برطانوی حکمرانوں کو درپیش تھے، آج کے حالات سے جو ہمیں درپیش ہیں کیا کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ ابھی کل رات محترم وزیر اعظم صاحب نے ہمیں بتایا کہ کوئی بیرونی طاقت ہمارے اندورنی معاملات میں قطعاً مداخلت نہیں کرے گی، کوئی بیرونی طاقت ایسا کرنے کے لیئے تیار نہیں ہے۔ انہوں نے اس ایوان کے ذریعے تمام ملک کو یقین دلایا کہ کوئی بیرونی طاقت، خواہ وہ روس ہو، خواہ وہ ہندوستان ہو، ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا، نہایت وثوق کے ساتھ، نہایت اعتماد کے ساتھ انہوں نے اعلان فرمایا، کیا اس کے بعد بھی ہمیں اس قسم کے قوانین کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو ایک عام مروجہ قانونی اصول سے اس قانون کے ذریعہ انہیں تہی دست کردیں۔ میں جناب والا! آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان دفعات کے متعلق بھی محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور اپنی توجہ مبذول فرمائیں تاکہ ان میں مناسب ترمیم ہوسکے۔ آخری بات عرض کروں گا۔ جناب والا! ایک بڑی عجیب سی بات ہے کہ اپیل کا اختیار ہائی کورٹ کے دو جج صاحبان کو دیا گیا ہے۔ اگرچہ نہ نگرانی کا، نہ کسی نظر ثانی کا کسی کو اختیار ہے، نہ آخری حکم کے خلاف، نہ کسی درمیانی حکم کے خلاف لیکن میں حیران ہوں کہ اگر تھوڑا بہت اختیار ابتدائی عدالت کو، ملزم کو ضمانت پر چھوڑنے کا دیا گیا ہے جس عدالت کے افسر جلیس ایڈیشنل سیشن جج بھی

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہوسکتے ہیں اور ہائی کورٹ کے جج بھی ہوسکتے ہیں اور کوئی ایسا شخص جوکہ ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہو وہ بھی ہوسکتا ہے لیکن جو عدالت ہائی کورٹ کے دو جج صاحبان پر مشتمل ہوگی اور اپیل سماعت کرے گی اسے دفعہ ۵۲۶ کے تحت ضمانت لینے کا اختیار نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب ختم کریں ۔

خواجہ محمد صفدر : میں بہت سی باتیں چھوڑے دیتا ہوں ورنہ یہ قصہ تو طولانی تھا لطف کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی شق ڈی پی آر میں نہیں ہے ڈی پی آر میں بھی جوکہ صرف غیر معمولی اور ہنگامی حالات میں جاری کیا جاسکتا ہے اس کے تحت بھی جو عدالت بنے گی اور جو عدالت اس کی اپیل کی سماعت کرے گی دونوں کو ملزم کو ضمانت پر رہا کرنے کا اختیار ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اگر سیشن جج ضمانت لے سکتا ہے تو دو جج صاحبان پر مشتمل بینچ کیوں کوئی ضمانت نہیں لے سکتی آخر کچھ تو غور کیجئے ۔ کیوں آپ قانون کا خون کر رہے ہیں اور آخری بات جناب والا ! جرم کی نوعیت کے متعلق عرض کرنی ہے ۔

ملک محمد اختر : یہ دوسری بار آخری بات کہہ رہے ہیں ۔

خواجہ محمد صفدر : کوئی بات نہیں دو منٹ اور سہی ۔ جناب چیئرمین ! اگر آپ گوشوارہ دیکھیں تو اس میں اس قسم کے معمولی قوانین بھی ہیں ۔ مثال کے طور پر آرمز ایکٹ کے تحت قانون کا اقتضاء یہ ہے کہ اگر میں پستول لے کر گھر سے باہر نکلتا ہوں ، تو اپنا لائسنس بھی جیب میں ڈال کر باہر نکلوں ۔ کوئی مجھ سے پوچھے تو میں بتا سکوں کہ میرا لائسنس ہے ، لیکن اگر میں نہ دکھا سکوں تو پاکستان آرمز ایکٹ کے تحت بھی اور ویسٹ پاکستان آرمز ایکٹ کے تحت بھی میں جرم کا ارتکاب کرتا ہوں اور اس کی

سزا چھ مہینے ہے۔ اگرچہ پستول رکھنے کے لیئے میں نے لائسنس حاصل کیا ہوا ہے۔ لیکن جب لائسنس دکھانے کا مطالبہ مجھ سے کیا گیا ہے تو میں لائسنس دکھا نہیں سکا تو نے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جناب والا ! ایسے جرائم بھی اس گوشوارے میں رکھے گئے ہیں۔ آخر اس قسم کے جرائم کو اس مسودہ قانون میں شامل کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے جو بلا لائسنس اپنے پاس آتشیں اسلحہ رکھنا یقیناً سنگین جرم ہے۔ اگرچہ شاید میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ شاید اس ملک کی میجارٹی کے پاس بلا لائسنس اسلحہ موجود ہے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین :</u> آپ کے پاس بھی ہے ؟

<u>خواجہ محمد صفدر :</u> میرے پاس نہیں اور مجھے شوق بھی نہیں ہے۔ تو ان گزارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس مسودہ قانون پر ٹھنڈے دل سے غور کریں جو ترامیم اس ملک و ملت کے لیئے ضروری سمجھیں وہ بلا جھجھک قبول کریں کیونکہ حق اور سچائی جب بھی کسی پر واضح ہوجائے تو اسے قبول کرنا اس پر فرض عائد ہوجاتا ہے۔ نادانستہ طور پر غلطی کرنا قابل معافی ہے مگر دانستہ غلطی قابل معافی نہیں ہوتا اس لیئے میں درخواست کروں گا کہ جو ترامیم ہم پیش کریں جن کا مقصد یہ ہو کہ اس ملک کے عوام کو انصاف حاصل ہوسکے تو انہیں قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔ شکریہ جناب والا !

<u>جناب شیر محمد خان :</u> جناب والا !

<u>جناب نرگس زمان خان کیانی :</u> جناب والا !

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین :</u> میں دونوں میں سے ایک کو وقت دے سکوں گا یا آپ دونوں پانچ پانچ منٹ تقریر کریں۔

جناب شیر محمد خان : بالکل ٹھیک ہے -

جناب نرگس زمان خان کیانی : بالکل ٹھیک ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : ویسے میں ذاتی طور پر اس حق میں ہوں کہ قوانین پر تفصیلی بحث ہونی چاہیئے اور وقت پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہیئے - البتہ جو دوسرے ایڈجرنمنٹ موشن ، پرولیج موشن ہیں ، بیسیوں سیاسی مواقع آتے ہیں ان کا ٹائم مقرر ہونا چاہیئے - آپ اس پر مختصر بات کریں کیونکہ میں منسٹر آف اسٹیٹ کے چہرے پر کچھ پریشانی دیکھ رہا ہوں اس لیئے کہ وہ چاہتے ہیں کہ یہ کام کچھ آگے بڑھے لہذا آپ پانچ پانچ منٹ تقریر کریں - پہلے شیر محمد خان بولیں -

جناب شیر محمد خان : * شکریہ جناب والا ! یہ بل جو اس وقت اس ایوان میں زیر غور ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں اپنے محترم دوست خواجہ محمد صفدر کی تقریر کافی اطمینان کے ساتھ سن کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بل پر تقریروں کا آغاز ہونے سے پہلے جب جناب چیئرمین نے کہا تھا کہ یہ اس قسم کا بل ہے . . . .

سردار محمد اسلم : (بیٹھے بیٹھے ملک محمد اختر سے مخاطب ہوکر) یہ بل پاس کریں ، اس وقت کوئی بھی نہیں ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس انداز سے ہاؤس میں گفتگو کی اجازت میں نہیں دے سکتا اگر آپ نے ان کو کوئی تجویز پیش کرنی ہے تو ان کی کرسی پر آکر کریں لیکن اس وقت ایک معزز ممبر تقریر فرما رہے ہیں -

جناب شیر محمد خان : تو جناب والا ! جب جناب چیئرمین نے کہا کہ یہ تو اس قسم کا بل ہے کہ اسے متشددانہ کارروائیوں کے سد باب کے لیئے لایا جارہا ہے - اس وقت جناب خواجہ صاحب کہہ رہے تھے کہ "بہت خطرناک بل ہے ، بہت خطرناک بل ہے"-

---

*Speech not corrected by the honourable Senator.

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین کی جگہ جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

جناب شیر محمد خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو بل اس وقت زیر غور ہے اس پر میرے دوست خواجہ محمد صفدر نے بڑی لمبی چوڑی تقریر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ بل صرف اس مقصد کے لیئے لایا جارہا ہے کہ حکمران جماعت اسے اپنے سیاسی مقاصد کے لیئے استعمال کرے گی اور اس کی مدد سے اپنے سیاسی حریفوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے گی ۔ جناب والا ! یہ صاف ظاہر بات ہے کہ ان کی دلیل تھی کہ ملک کی عام عدالتوں میں عام قوانین کے تحت مقدمات کا تصفیہ کرایا جاسکتا ہے ۔ اس کی بناء پر میں عرض کروں گا کہ جناب والا ! عام عدالتیں اور عام قوانین تو اس ملک میں موجود ہیں لیکن خصوصی عدالتیں ایک خصوصی جرم کے لیئے جوکہ ایک فرد یا افراد کی طرف سے ہو رہے ہیں جو ایک منظم منصوبے کے تحت ، ایک تنظیم کے تحت ہو رہے ہیں ان جرائم کے تدارک کے لیئے ، خصوصی عدالتیں قائم کرنے کی غرض سے یہ قانون بنایا جارہا ہے ۔

جناب والا ! چاہیئے تو یہ تھا جس طرح یہ بل اس ایوان میں آ گیا تھا کہ ”اس بل سے تشدد کی کار روائیوں کے تدارک کے لیئے جو لوگ involve ہوں گے ان کو اس سے قرار واقعی سزا دی جائے گی“ تو اس بل کی حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی طرف تائید ہونی چاہیئے تھی ۔ چاہے یہ کار روائیاں کسی بھی فرد کی طرف سے ہوں وہ ملک کے عام لوگوں کے لیئے تکلیف کا باعث ہوتی ہیں ۔ مثال کے طور پر اس وقت جو ملک میں تشدد کی کار روائیاں ہوئی ہیں ان سے کون لوگ ہلاک ہوئے ہیں ؟ ان تشدد کی کار روائیوں کے نتیجے میں کون لوگ مرے ہیں ؟ آخر ان لوگوں نے کیا قصور کیا تھا ؟ مثال کے طور پر مردان میں بم کا دھماکہ کر کے کن لوگوں کو شہید کیا

[Mr. Sher Mohammad Khan]

گیا ؟ اسکے علاوہ اور کئی دوسری جگہوں پر دھماکے کرکے کن لوگوں کو ہلاک کیا گیا ؟ کن کن طریقوں سے قومی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ! ایک طرف تو ملک اور قوم کو نقصان پہنچا اور دوسری طرف ملک میں ان لوگوں کو جن کا سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کو ہلاک کیا گیا ۔ یہ تشدد اس ملک میں اس غرض کے لیئے پھیلایا گیا کہ ملک میں بد نظمی پھیلے ، تشدد پھیلے تاکہ عام لوگوں کا ذہن اس طرف سے مائل کیا جاسکے کہ اس ملک میں کسی کی عزت ، کسی کا مال اور کسی کی جان محفوظ نہیں ہے ۔ اس مقصد کے لیئے تشدد کی کارروائیاں ہوتی رہی ہیں ۔ اس ملک میں یہ کارروائیاں ایک منظم منصوبے اور سازش کے تحت کی جاتی ہیں اور اس سازش کو ناکام بنانے کے لیئے اس بل کو بروقت لانے کی اشد ضرورت تھی کہ اس بل کو ایوان سے پاس کرا کر خصوصی عدالتیں قائم کرکے ، ان کو خصوصی اختیارات دے کر ایسے مقدمات کا فیصلہ کرایا جائے تاکہ اس جرم میں involved لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جاسکے ۔ اگر اس قسم کے جرائم کا عام عدالتوں میں فیصلہ کرایا جاتا تو اس کے لیئے میں عرض کروں گا کہ وہ عدالتیں بھی خالی نہیں بیٹھیں ہیں ۔ ان کے پاس اتنا زیادہ کام ہے وہ اس کام کو ہر وقت پورا نہیں کرسکتیں ۔ اس لیئے ضرورت تھی کہ اس خصوصی منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے اس ملک میں بعض لوگ جو دانستہ طور پر تباہی پھیلا رہے ہیں ، ان کو سزا دینے کے لیئے ایسا قانون بنایا جائے ۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ ایسی کارروائیوں کی بروقت پر زور مذمت ہورہی تھی ۔ اگر اپوزیشن کی طرف سے بروقت مذمت ہورہی تھی تو یہ کیوں کہا گیا کہ بعض نوجوانوں کا خون گرم ہے وہ قانون کے ذریعے اس ملک کی موجودہ حکومت کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ایسے طریقے اختیار کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ ایسے طریقے انگریز کے زمانے میں بھی اختیار نہیں کیئے گئے تھے ۔ اس وقت کی اپوزیشن نے بھی اس قسم کی کارروائیوں کی مذمت کی تھی ۔

جناب والا ! اب میں آپ کی توجہ ایک بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حکمران جماعت کیا اپنے دفتروں میں جا کر دھماکے کرا سکتی ہے؟

جناب والا ! کیا وہ اپنے دفاتر میں بھی خود دھماکے کر رہے ہیں ؟ منگورہ میں پیپلز پارٹی کے دفتر میں جو بم کا دھماکہ ہوا ہے ۔ کیا وہ بھی حکمران جماعت نے کیا ہے ؟ مردان اور صوابی میں عدالتوں میں جو بم کے دھماکے ہوئے ہیں ، جس سے ان کا ریکارڈ روم جل گیا ہے ، کیا وہ بھی اپنے ہاتھوں سے انہوں نے جلائے ہیں ؟ یہاں اس قسم کا تاثر دیا کہ چونکہ پنجاب کے بعض اختیارات میں یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس میں حکمران جماعت کے لوگ بھی شامل ہیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے ۔ بعض لوگ جنہوں نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی تھی اور جو آج بھی پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کرتے ، یہ وہی پرانے قسم کے عمر رسیدہ لوگ ہیں ۔ یہ انہیں کی تلقین اور تبلیغ ہے اور جو بعض نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی جسارت کر رہے ہیں اور اس بل کا مقصد یہی ہے کہ جو کوئی فرد ، چاہے جوان ہو یا بوڑھا ۔ مرد ہو یا عورت ۔ جو بھی اس ملک میں ایسی کارروائی کے لیئے پالیسی وضع کرے ، کوئی کام کرے ، کوئی منصوبہ بنائے ، کوئی سبوتاژ کرے کوئی بم رکھے یا ملک میں کسی فرد کے لیئے مشکلات پیدا کرے یا نقصان پہنچائے ، تو اس علاقے میں خصوصی عدالت ہو ، جس کے پاس خصوصی اختیارات ہوں تا کہ اس کو قرار واقعی سزا دی جائے ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

Malik Mohammad Akhtar: I will not exercise my right of reply and will request that the motion may be put.

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

Mr. Chairman: Malik Akhtar you should request your own men. Yes, Mr. Kiani.

جناب نرگس زمان خان کیانی : میں گذارش کروں گا کہ ہم بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہمارا بھی کچھ حق ہے ۔ اگر آپ محسوس نہ کریں ۔

ملک محمد اختر : میں تو محسوس کروں گا ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : *جناب چیئرمین ! میں آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک نہایت ضروری بل پر بولنے کی اجازت دی ۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ۔ کاش کہ یہ بل آج سے دو ماہ پہلے دونوں ایوان سے پاس ہوجاتا اور آج اس پر عمل شروع ہوگیا ہوتا تاکہ وہ مظلوم جانیں ، وہ بے گناہ لوگ جو آئے دن شر پسند لوگوں کے ہاتھوں موت کا شکار ہو رہے ہیں ، ان کی جانیں ان سے محفوظ رہ سکتیں ۔ بہر حال میں پھر بھی اس بل کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اس بل کو جتنی جلدی ہو پاس کر کے اس پر عملدر آمد شروع کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں گذارش کروں گا کہ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے ۔ اس میں کچھ سزائیں تجویز کی گئی ہیں اور جیسا کہ آج کے اخبار سے ظاہر ہے ایسے جرائم کرنے والوں کو پانچ یا سات سال کی سزا دی جائے گی تو میں اس سزا سے مطمئن نہیں ہوں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ملک کے اور عوام کے دشمن ہیں اور جو آئے دن دھماکے کرتے ہیں ۔ جب یہ مجرم ثابت ہوجائیں تو انہیں کم از کم سزائے موت ہونی چاہیئے اور وہ سزائے موت کیسی ہو؟ وہ جیل کے اندر نہ ہو بلکہ وہ ایک مثال کی شکل میں ہو اور وہ مثال جو حقیقت پر مبنی ہو ۔

جناب چیئرمین ! میں گذارش کروں گا کہ راولپنڈی کی جیل کے ریکارڈ میں اس وقت بھی موجود ہے کہ ۱۸۵۶ء میں پوٹھوار کے ایک ذمہ دار آدمی نے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جنگ لڑی اور مسلمانوں کے لیئے اپنا یہ علاقہ آزاد کرایا تھا تو ۱۸۵۶ء میں انگریزوں کے ساتھ اس کی دو بارہ جنگ

---

*Speech not corrected by the honourable Senator.

ہو گئی تو انگریزوں نے اس کو باغی قرار دے کر گرفتار کرلیا اور گرفتاری کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ نادر خان کو سزائے موت دی جائے اور وہ سزائے موت کس شکل میں دی گئی ؟ وہ میں عرض کرتا ہوں ۔ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی اور ڈسٹرکٹ کورٹ کے درمیان ایک چبوترہ بنایا گیا اور لوگوں کو دعوت عام دی گئی کہ وہ آ کر دیکھیں کہ اس باغی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔ اس طرح ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو نادر خان کو سزائے موت ہوجائے گی اور دوسرے جو دیکھنے والے ہوں گے، ان پر دہشت چھا جائے گی اور انگریز سامراج کے خلاف آئندہ کوئی ایسی جرأت نہیں کرے گا اور وہ ہمارے رحم و کرم پر رہیں گے ۔ تو انہوں نے سر عام نادر خان کو اس شکل میں سزائے موت دی ۔ اس لیئے میں گذارش کروں گا کہ اگر انگریز کے وقت میں ایک مسلمان مسلمانوں کے دفاع کی خاطر کھڑا ہوتا ہے تو اسے اس قسم کی سزا دی جاتی ہے ۔ کاش کہ وہ سزا آج پھر بحال ہو اور پاکستان کے خلاف، پاکستان کے غرباء کے خلاف اور پاکستان کے بے گناہ اور مظلوم بچوں اور مستورات کے خلاف آئے دن یہ جو تخریبی کارروائیاں اور بموں کے دھماکے ہو رہے ہیں ان کا پورا پورا سد باب ہوسکے ۔ چونکہ میں وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور میں آپ سے گذارش کروں گا کہ پانچ منٹ تو جناب ڈپٹی چیئرمین طاہر صاحب نے مجھے دیئے تھے تو کم از کم پانچ منٹ آپ مجھے دے دیں، تاکہ میں کچھ گذارش کوسکوں ۔

جناب چیئرمین : آپ پہلے بولے ہیں ؟

جناب نرگس زمان خان کیانی : نہیں جناب ۔

جناب چیئرمین : انہوں نے پانچ منٹ کا وعدہ کیا تھا ۔ تو پانچ منٹ گزر گئے ہیں ۔ چلو پانچ منٹ اور آپ کو میں دے دیتا ہوں ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب چیئرمین ! جہاں تک اس طرف کے دوستوں کا تعلق ہے حاجی صاحب سے لے کر خواجہ صاحب تک مولانا صاحب نے چند دن پہلے اپنی تقریر میں . . . .

جناب چیئرمین : کہاں سے لے کر کہاں تک ؟ ذرا پھر بتائیے -

جناب نرگس زمان خان کیانی : زمرد صاحب سے لے کر خواجہ صاحب تک کیونکہ یہ تو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : باقی سب دشمن ہیں - دوستوں کی فہرست وہاں ختم ہوگئی اور باقی سب دشمن ہیں ؟

جناب نرگس زمان خان کیانی : نہیں دوست ہیں - مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن و سنت کا حوالہ دیا تھا کہ قرآن و سنت کی رو سے شک کرنا گناہ ہے - تو میں مولانا صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ موجودہ بل پر قبل از وقت کیوں شک کر رہے ہیں - کیا ہمارے قرآن و سنت میں کوئی فرق ہے ؟ اگر نہیں ہے تو آپ قبل از وقت شک نہ کریں - اس بل کو سامنے آنے دیں - اگر تخریبی کارروائی کے مجرم آپ کی طرف سے ثابت ہوئے تو آپ کو سزا ملے گی اور اگر ہماری طرف سے ثابت ہوئے تو ہمیں بھی سزا ملے گی اور ہم اس کے لیئے تیار ہیں - لیکن جہاں تک صراط مستقیم کا تعلق ہے، سیدھے رستے کا تعلق ہے، اس پر آپ بھی اگر چاہیں اور جیسا کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم چل رہے ہیں تو آپ کو کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاھیئے - شہزاد گل صاحب نے مجھے پھر چھیڑا ہے اور جہاں تک ان کی تقریر کا تعلق ہے، انہوں نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہہ دیا کہ موجودہ آئین سکیموں کے آئین سے بھی بد تر ہے - میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ موجودہ آئین اور سکھوں کے آئین مین بڑا فرق ہے - سکھوں کے پاس کوئی قانون نہیں تھا - کاش انہیں پتہ ہوتا کہ سکھوں نے کیسے حکومت کی تھی - کیسے کیسے تشدد کئے تھے - ان کے پاس کوئی آئین نہیں تھا - وہ تو سکہ شاھی کا دور تھا - لیکن انہوں نے پھر بھی موجودہ آئین پر وار کیا ہے، حالانکہ ان کے بزرگ جو نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے بھی اس پر انگوٹھے لگائے تھے اور دستخط کئے تھے اور اس آئین

کے حق میں یہ کہا کہ یہ بڑا پیارا آئین ہے ۔ یہ ہم نے پاس کرایا ہے ۔ یہ ہوا وہ ہوا اور پھر یہ اپنی باتیں کرتے ہیں ۔ اپنے انگھوٹھے بھی لگاتے ہیں اور پھران بنچوں پر بیٹھکر اس کی تردید بھی کرتے ہیں کہ میں اسے مناسب نہیں سمجھتا ۔ ایک اور دوست یہاں تشریف فرما ہیں ۔ انہوں نے اس بل پر کچھ بولنا تھا ۔ لیکن انہوں نے بولنا بھی ڈانس کی شکل میں شروع کیا ۔ اس طرح نہ وہ بول سکے اور نہ صحیح طرح ڈانس کرسکے ۔ حالانکہ یہ معزز ایوان ہے ۔ یہاں ڈانس نہیں ہوا کرتے ۔ رہے خواجہ صاحب . . . .

جناب چیئرمین : یہ ڈانس کہاں ہوا تھا ؟ میں نے نہیں دیکھا ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : میں نے دیکھا تھا ۔

جناب چیئرمین : کہاں ؟

جناب نرگس زمان خان کیانی : میں ایسے کرتا ہوں ۔ ایسے نہیں کرتا ہوں ۔ یہ ڈانس نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

جناب چیئرمین : ڈانس کی اجازت تو یہاں نہیں ہے ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : لیکن میں نام نہیں لوں گا ۔

جناب چیئرمین : نہیں آپ اس کو ریکارڈ پر نہ لائیں ۔ ظاہر نہ کریں تاکہ کسی کو معلوم نہ ہوجائے ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب چیئرمین ! جہاں تک خواجہ صاحب کا تعلق ہے تو خواجہ صاحب سب سے پہلے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہیں تو وہ پرائم منسٹر سے مخاطب ہوتے ہیں ۔ پریذیڈنٹ سے اپنی تقریر کو شروع کرتے ہیں اور اس سے نیچے وہ بات نہیں کرتے ۔ وہ اس لحاظ سے کہ میں جتنا جھکا ہوں ، اس سے زیادہ جھک سکوں اور میرا چرچہ ہو کہ

[Mr. Nargis Zaman Khan Kiani]

واقعی خواجہ صاحب پارلیمنٹ کے وہ معزز رکن اور نڈر مجاہد ہیں جو پرائم منسٹر کو بھی یہ کہتے ہیں اور صدر کو بھی یہ کہنے کی جرات رکھتے ہیں ۔ حالانکہ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے ۔ ماسوائے اس کے کہ خواجہ صاحب کا نام اخبارات کی سرخی میں آئے ' ریڈیو پر آئے تو ان کا نام آنا چاہئیے ۔ ہم دعا کرتے ہیں اور اس معاملے میں ہم ان کے ساتھ ہیں ۔

خواجہ محمد صفدر : شکریہ !

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب چیئرمین ! جہاں تک دھماکوں کا تعلق ہے راولپنڈی میں سب سے پہلا دھماکہ جامعہ مسجد میں ہوا تھا ۔ وہ دھماکہ بھی خود انہیں لوگوں نے کرایا اور پھر اس مسئلہ کو ہوا دی ۔ یہ محض ایک قسم کا ڈھونگ رچانے کے لیئے کیا گیا اور پھر ایک وفاقی وزیر کو مورد الزام ٹھہرایا کہ یہ دھماکہ انہوں نے کرایا ہے اور یہ افواہ پھیلائی ۔ حقیقت میں جناب والا ! وہ دھماکہ انہیں لوگوں نے کیا جنہوں نے پشاور میں کیا ، بلوچستان میں دھماکے کئے ، کراچی اور لاہور میں کئے ۔ جناب چیئرمین ! مجھے یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کم از کم اب دھماکے کرنے والوں کو اتنا تو سوچ لینا چاہئیے تھا کہ یہ ملک ہمارا اپنا ملک ہے اور یہ نقصان ان کا اپنا نقصان ہے ۔ وہ اپنے آپ کو ہی تباہی کے گڑھے میں لے جا رہے ہیں ۔ انہیں چاہئیے کہ وہ ملک کی خوشحالی کے لیئے ، فلاح و بہبود کے لیئے ، عوام سے تعاون کریں اور اپنے آپ کو محب وطن پاکستانی ثابت کریں ۔ جناب چیئرمین ! میں اتنی بات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور اس بل کو support کرتا ہوں ۔

Mr. Chairman: Thank you very much. I think there is no speech. That is all. There is no other speaker. Do you want to speak?

سردار محمد اسلم : نہیں ٹھیک ہے موشن موو کردیں ۔

Malik Mohammad Akhtar: Yes, Sir, motion may be put.

Mr. Chairman: Would you like to exercise your right of reply?

Malik Mohammad Akhtar: No, Sir. Sir, let us finish it and I will do that at the amendment stage, in the third stage.

Mr. Chairman: I put the motion to the House. The motion before the House is:

> "That the Bill to provide for suppression of acts of sabotage, subversion and terrorism [The Suppression of Terrorist Activities (Special Court) Bill, 1974], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once".

(The motion was adopted)

خواجه محمد صفدر : جناب وزیر مملکت صاحب نے ارشاد فرمایا تھا که آج صرف یه stage ختم کریں گے اس لیئے میں نے تھوڑا وقت لیا ورنه اگر آپ اجازت دیتے تو پھر میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا - میرا خیال ھے اب چھوڑیں کل کریں گے -

جناب چیئرمین : کلاز ۲ میں کوئی ترمیم نہیں ھے -

خواجه محمد صفدر : میں نے تو اپنا بسته بند کردیا تھا - میری اس میں ترامیم ھیں -

Mr. Chairman: No. no. The first amendment relates to clause 3 and not to clause 2. کلاز ۲ کو تو کرلیں پھر دیکھا جائیگا -

The question before the House is:

> "That clause 2 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill.

تو ۳ کو بھی کرلیتے ھیں -

What was the arrangement? Has there been any accord, any agreement, any compromise?

خواجہ محمد صفدر : جناب والا !

ملک محمد اختر : ایک بجنے میں پانچ منٹ باقی ہیں ان میں دو تین amendments ہوجائینگی -

Mr. Chairman: Yes, Khawaja Sahib, you move your amendment No. 1 to clause 3.

راؤ عبدالستار : چلو رہنے دیں کل پر رکھ لیں -

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے اگر آپ کی رائے یہی ہے تو کل پر رکھ لیں -

ملک محمد اختر : اگر ان کی مرضی ہے تو ٹھیک ہے -

جناب چیئرمین : کل صبح دس بجے کر لیں -

All right. The House stands adjourned to meet tomorrow at 10.00 A.M.

The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Wednesday, December 18, 1974.